اخبار نور افشان لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۲۶) — مطبوعہ ۲۶ جون سنہ ۱۸۹۶ء بروز جمعہ — جلد (۲۴)

ایڈیٹوریل نوٹس

۲۰ - دسمبر ۱۸۹۵ء کے پرچہ میں ہم نے پونا میں پنڈتہ راما بائی کے ہوم سے ۲ بیواؤں کے عیسائی ہونے اور پنڈتہ مذکور پر ہندو اور مذہبی اخباروں کی طرف سے نامناسب اور جھوٹی نکتہ چینی کرنے کا ذکر کیا تھا - اُس کے بعد پنڈتہ راما بائی نے اپنی رپورٹ شایع کی جس میں نہ صرف اُس نے نہایت عمدہ طور سے اپنی ہی بریت کی ہے بلکہ مخالفوں کا ایسا دندان شکن جواب دیا ہے کہ ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اُن کے اپنے الفاظ کو ہی اپنے ناظرین کی آگاہی کے لئے ذیل میں درج کریں - پنڈتہ موصوفہ بیان کرتی ہیں کہ یہہ صاحبان معترض یہہ خیال کرکے ان لڑکیوں کے لئے غم کرتے ہیں کہ وہ سوسایٹی سے کھوئی گئی ہیں اور اس نقصان کے باعث قومی شمار میں کمی آگئی ہے - پر یہہ بھلے مانس آدمی اُن ہزاروں جوان بیواؤں کی کچھہ پرواہ نہیں کرتے جو سال بسال گمراہ ہو جاتی ہیں اور جن کی زندگیاں اُن کے جیسے آدمیوں کی لاپرواہی کے سبب تباہ اور برباد کی جاتی ہیں - یہہ صاحب اُن کے لئے اور اور سیکڑوں بے گناہ جانوں کے لئے ماتم کرنے کا خیال بھی نہیں کرتے جو ذات پات کے ناپاک مذبح پر قربان کی جاتی ہیں ..... وہ لوگ جو کھلم کھلا گناہ میں زندگی بسر کرتے ہیں اور روزمرہ خلاقی اُصولوں کو توڑتے ہیں اور سوسائٹی کے لئے وبا ہیں اپنی ذات میں ہر جگہہ عزت کے ساتھہ قبول کئے جاتے ہیں حالانکہ وہ شخص جو کسی بیوہ کے ساتھہ شادی کرکے یا مسیح مذہب کو قبول کرکے اپنے ضمیر کی پیروی کرتا ہے ذات سے نکالا جاتا اور ستایا جاتا ہے -

پھر سفر کے نیک مردوں اور عورتوں کو ہندو فلاسفی اور مذہب کے جھوٹے بیانوں سے کہ جنہوں نے امریکہ کے چند آدمیوں کے خیال کو اپنی طرف راغب کرکے ہندوستان میں مسیح کی جلالی انجیل کی روشنی کو پھیلانے کے لئے شاید اُن کی سرگرمی کو کم کر دیا ہو خبردار کرنے کے لئے پنڈتہ راما بائی لکھتی ہے کہ میں اپنی مغربی بہنوں سے التجا کرتی ہوں کہ وہ ان فلاسفیوں کی بیرونی خوبصورتی کو دیکھہ کر گرویدہ نہ ہو جائیں اور نہ ہمارے تعلیم یافتوں کے لیسے اور مؤثر درسوں کو سنکر موہت ہو جاویں بلکہ قدیم ہندوؤں کی شانت کی بڑی بڑی یادگاروں کے پوشیدہ دروازوں کو کھولیں اور تاریک کمروں میں گھسیں جہاں وہ ان فلاسفیوں کے کہ جس کی وہ اس قدر تعریف کرتے ہیں حقیقی کاموں کو دیکھہ سکینگی ..... مناسب ہے کہ وہ ایسی جگہہ جاویں کہ جہاں ہندو مذہب نے مضبوط جڑ پکڑی ہوئی ہے اور جو اُن کے دارالعلوم ہیں جہاں مہاتما اور سادھو رہتے ہیں جہاں یہہ عمدہ فلاسفی روزمرہ سکھلائی جاتی ہے اور بڑے بھگتی بہاؤ سے اُس پر عمل کیا جاتا ہے میں نے اُن عالم فیلسوفوں اور اعلیٰ روحانی زندگی کے رکھنے والے ہندوؤں کو بخوبی دیکھہ لیا ہے جو بیواؤں پر ظلم کرتے اور غریب اور جاہل نیچ ذات کے لوگوں کو اپنے پیروں کے نیچے کچلتے ہیں - بعضوں نے تو بیواؤں کو پاک زندگی اور جایز خوشی کے بھوگنے کے حق سے محروم کر دیا ہے - بعض سیکڑوں جاسوسوں کو ادہر اُدہر اس غرض سے بھیجتے ہیں کہ سیکڑوں اور ہزاروں بیواؤں کو تیرتھوں میں لے آویں تاکہ اُنکے روپیہ اور عصمت کو چھین لیویں - بعض لوگ غریب جاہل عورتوں کو پھسلاتے ہیں کہ وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر تیرتھوں میں جا رہیں جہاں اُن کا مال چھین لیا جاتا ہے اور بعدہ وہ اس بات کی طرف راغب کی جاتی ہیں کہ آدمیوں کی ناپاک خواہشوں کو پورا کریں - بعض جوان بیکس عورتوں کو بڑے بڑے مٹھوں میں بند کر دیتے ہیں اور انہیں یا تو شریر آدمیوں کے ہاتھہ بیچ ڈالتے یا کرایہ پر دے رکھتے ہیں جبتک کہ روپیہ ملتا رہتا ہے - جب یہہ غریب مصیبت زدہ غلام اپنے بے رحم مالکوں کو اور زیادہ دیر تک خوش نہ کر سکیں تو وہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دیتے ہیں کہ در بدر بھیک مانگیں - گناہ کے خوفناک نتیجے برداشت کریں اور آخر کار گلی کے بھوکے کتے سے بدتر موت سے مریں لیکن افسوس ہے کہ کبھی کوئی فیلسوف یہاں تک نہیں [illegible]

[illegible]

نُورافشاں

پادری اے۔ ایچ یونگ صاحب ایم۔ اے۔ ایڈیٹر

پادری جی۔ ایل ٹھاکر داس صاحب۔ پادری ایچ گولکناتھ صاحب }
مسٹر ایم۔ ایل رلیارام صاحب بی۔ اے۔ پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے } اسسٹنٹ اڈیٹرز

تحریف

کہتے ہیں کہ اُنیسویں صدی روشنی کی صدی ہے حقیقت میں اِس صدی کی روشنی کی شعاعیں ہر سمت اور جانب کو منور کر رہی ہیں۔ ہر قسم کے علوم و فنون۔ سائنس اور فلسفی۔ ایجاد و صنعت کی رونق کا بازار گرم ہے تحقیقات کے اسباب ایسے مہیا ہیں کہ جو باتیں برسوں سے انسان کے ذہن اور ضمیر پر حکمرانی کرتی تھیں آج اپنی بے بنیادی کے سبب سے دور پھینکی جاتی ہیں۔ سائنس کے متعلق ایسے دعوے موجود تھے جو کسی زمانہ میں بالکل درست سمجھے جاتے تھے۔ لیکن اُنیسویں صدی کے چراغ نے اُن کے ہر ایک پہلو کو دکھا کر غلط ثابت کر دیا اور کوئی شخص اِس فیصلہ کو رد نہیں کرتا۔ یہی حال فلسفہ کا اور یہی حال مذہب کا بھی ہوا اور ہو رہا ہے۔

ہر ایک بات کو آزمانا اور بہتر کو قبول کرنا ہر ایک شخص کا فرض ہے۔ اگر ہم کسی بات کو صرف اس سبب سے کہ برسوں سے مانتے چلے آئے ہیں اور محض اس وجہ سے کہ وہ شیر مادر میں ہمارے رگ و ریشہ اور خون میں سرایت کر گئی ہے اُس وقت بھی چپٹے رہیں جبکہ اُس کا نقص صاف ظاہر ہو چکا تو یہہ حق جوئی کا شیوہ نہیں۔ اگر تاریکی کا زمانہ ہوا اور پھر ایسی ہٹ دھرمی کیجائے تو چنداں شکایت کی جگہہ نہ رہے۔ لیکن اگر تحقیقات کے اسباب سب تیار اور موجود ہوں اور آدمی اس ڈر کے مارے کہ یہہ بات جو میں اب مانتا ہوں کہیں غلط ثابت ہونے پر مجھے چھوڑنی نہ پڑے اُس کو ہاتھ نہ لگائے تو ہم اُس کی نسبت کیا کہیں۔ یہی کہ سچائی کا متلاشی نہیں جو بات صحیح نہیں وہ کیوں غلامی کے سند رہے میرے کانوں میں ٹھونسے ڈالے۔ جو عقیدہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا وہ کیوں میری ضمیر پر تسلط جمائے۔ اہل اسلام سے ہمارا شکوہ یہی ہے۔ وہ مسئلہ تحریف کو مدتوں سے مانتے چلے آئے ہیں۔ اور اب بھی اُسی پرانے زور شور سے مانتے ہیں۔ ہم صرف اتنی منت کرتے ہیں کہ آج اس اُنیسویں صدی کے سامانوں کے ساتھ اِس کی تحقیق کریں۔

البتہ انگریزی تعلیم سے واقف ہو کر علم کرٹی سزم (criticism) میں یعنے سچ کو جھوٹ سے اور صحت کو غلطی سے امتیاز کرنے کا مادہ پیدا کر لیا ہے اب وہ تواریخی شہادتیں موجود ہیں جو آگے دستیاب نہ تھیں اب غیر زبانوں کے پڑھنے اور اُن میں مہارت پیدا کرنے کے ایسے سہل طریقہ پائے جاتے ہیں جو پہلے کبھی دیکھنے میں نہ آتے تھے اب کیوں صرف ایک ہی دلیل قرآنی پر اِس تحریف کو مانتے جاتے ہیں۔ اور انجیل کے دعوے کو رد کئے دیتے ہیں موجودہ وسایل کو کام میں لا کر اِس انجیلی دعوے کی تحقیق کیوں نہیں کرتے۔

بہت باتیں ہیں جو اِس دعوے انجیلی کو ثابت اور اہل اسلام کے دعوے تحریف کو باطل ٹھہراتی ہیں۔ ہماری خواہش یہہ نہیں کہ اُن باتوں کو بحث کی صورت میں پیش کریں ہم یہاں صرف چند خیالات محمدی بھائیوں کے غور و فکر کے لئے پیش کرتے ہیں۔

(۱) یہودی اور عیسائیوں نے کن باتوں کو تبدیل کیا۔ اول تو ان دونوں قوموں کا جو آپس میں سخت مخالفت رکھتی تھیں اِس امر پر متفق ہونا ناممکن تھا۔ پر اگر بالفرض محال اُنہوں نے ایکا و اتفاق کر بھی لیا تو کن باتوں پر کیا؟ اور کن باتوں پر کر سکتے تھے؟ دین کی باتیں ہر کسی کو بہت پیاری ہوتی ہیں۔ وہ صحیح ہوں یا نہوں یہہ دوسری بات ہے۔ مسیحی لوگ بھی اپنی کتابوں اور مذہبی تعلیموں میں کچھ کم غیرت مند نہ تھے۔ جو عزت وہ اپنی کتابوں اور مذہب کی کرتے تھے وہ کہیں اُن کے مصلوب ہونے۔ کہیں درندہ جانوروں کے سامنے گرائے جانے اور کہیں کسی اور طرح پر گردن مارے جانے سے ثابت ہے۔ پر خیر ہم فرض کر لیتے ہیں کہ اُنہوں نے بے ایمانی پر کمر باندھ لی تھی۔ اور یہودیوں کے ساتھ بھی جو اُن کے جانی دشمن تھے اور جن کے ساتھ اتفاق کرنا سراسر محال تھا کسی نہ کسی طرح چالاکیوں اور چالبازیوں سے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ ہم نوشتوں کو کہیں کہیں بدل ڈالیں۔

پر سوال یہہ ہے کہ وہ کون سی جگہیں تھیں جہاں تحریف اور تبدیل کرنے کی جرات اُنہوں نے کی؟ اس سوال کا جواب فقط یہہ ہو سکتا ہے کہ تحریف کے لئے صرف دو موقعہ تھے۔ اوّل یہہ کہ اُن مقامات کو بدل دیتے یا نکال دیتے جو محمد صاحب کی رسالت اور نبوت سے علاقہ رکھتے تھے۔ دوئم اُن آیات کو توریت اور انجیل میں داخل کر دیتے جن سے مسیح کی الوہیت اور عظمت اخذ کی جاتی ہے پر بھلا یہودی مسیحیوں کو کب اجازت دیتے کہ اُن آیات کو جو مسیح کو اسرائیل اور دُنیا کا مسیحا و منجی بتاتی ہیں توریت میں بڑھا دیں۔ ہم مجبوراً فرض کر لیتے ہیں کہ خیر ان دو حالتوں میں اُنہوں نے ایسا کیا ہوگا۔ لیکن ہم اُنکا حل طلب کرتے ہیں کہ جو باتیں ان دو حالتوں سے باہر ہیں اُن کے بدل دینے سے اُن کو کیا فائدہ متصور تھا۔ ایسے تواریخی بیانات جو بائبل اور قرآن میں مشترک ہیں اور جو نہ محمد صاحب کی نبوت سے سروکار رکھتے ہیں اور نہ عیسیٰ مسیح کے دعوے ابنیت یا الوہیت کی دلیل ہیں۔ وہ اگر آپس میں مشابہہ نہوں وہ اگر بدلے ہوئے نظر آئیں تو ہم کیا کہیں۔ ساؤل کی زندگی کے سوانح اور واقعات کو جدعون کے نام پر منسوب کرنے سے (درحالیکہ یہہ واقعات اِس قسم کے ہیں کہ نہ موید مسیح کی اُلوہیت کے ہیں اور نہ منافی رسالت محمدی کے) کیا سود تھا۔ نور افشاں اس قسم کے اختلاف بڑی کوشش سے دکھلا رہا ہے اور منتظر آپ کے انصاف کا کھڑا ہے۔

(۲) جب مسیحی مذہب کو اپنے دعوے قایم کرنے کے لئے یہودیوں کے ساتھ جنگ کرنا پڑا تو اُنہوں نے ایسی کمزور اور سبک دلیل پر تکیہ نہ کیا۔ اُنہوں نے اپنے دعووں کی سچائی دکھانے کو اِس منطق میں پناہ نہ ڈھونڈی۔ اُنہوں نے کبھی یہودیوں کو



یہہ نہ کہا کہ دیکھو تم نے اپنی کتابیں بدل دیں - وہ جانتے تھے کہ قادر مطلق خدا کا کلام انسان کب بدل سکتا ہو - شرم و حیا مانع تھا کہ ایسا لغو اور بیہودہ دعوی پیش کریں - سچ تو یہہ ہو کہ اُن کو ایسا دعوی پیش کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی - اُن کے پاس اِس سے بہتر دلیل تھی - وہ پہلے اپنا دعوی جماتے تھے اور پھر اِس کے ثبوت میں اُسی کلام سے جو یہودیوں کے پاس بے تبدیل موجود تھا - حوالہ بر حوالہ اشارہ پر اشارہ نکالکر دکھاتے تھے - وہ کہتے تھے یہودیو جو کتاب تمہارے پاس ہو وہی ہمارے پاس ہو - ہم جو کچھ بیان کرتے ہیں اُس کے ثبوت میں اُسی کتاب سے دلایل اخذ کرکے تمہارے سامنے رکھتے ہیں تم ہی فیصلہ کرو - دیکھو ابرہیم سے یہہ وعدہ کیا گیا - موسیٰ سے یوں کہا گیا - داؤد یہہ گواہی دیتا ہو یسعیاہ کی یہہ شہادت ہو - مسیح یوحنا پطرس پولوس اور سب اسی طرح سے کرتے ہیں - قرآن ایسی دلیل پیش کیوں نہیں کرتا - یہودیوں اور عیسائیوں کو پانچ دس مقامات اِس قسم کے صحیح انجیل اور توریت میں سے نکال کر اگر دکھا دیتا تو قیامت تک عیسائیوں کا مُنہہ بند ہو جاتا اور حامیان دین کے پاس ہمیشہ کے لئے سند موجود رہتی جسے دکھا دکھا کر مخالفوں کو شرمندہ کرتے - یا اگر صحیح انجیل دنیا میں سے اُٹھ گئی تھی تو آسمان پر سے جبرئیل کے ہاتھ چند آیات اِس طرز کی منگوالی ہوتیں کیونکہ وحی متلو ہونے کی حالت میں پیغمبر صاحب کے لئے یہہ بات کچھ مشکل نہ تھی - مشکل تھی تو بیچارے ایسے پیغمبروں کے لئے مشکل تھی جن کو الہام صرف بصورت القا نصیب ہوا -

یہہ دعوی کہ توریت اور انجیل کا زمانہ ختم ہو چکا تھا لہذا وہ منسوخ ہو کر دنیا سے غایب ہو گئیں رسالت احمدی کو تقویت بخشنے کے بجائے ضعف بخشتا ہو - اُن کے موجود رہنے اور پھر قرآن کے رواج پانے میں جو خوبصورتی ہوتی وہ اب بمطابق دعوی محمدی کے نہیں رہی - اگر وہ کتابیں موجود رہتیں تو کس قدر زور محمدی مذہب میں آجاتا - وہ زمانہ بزمانہ بڑھتا اور ہر لیاقت کے لوگوں میں دین محمدی پر گواہی دیتیں - گویا اُن کی دلیل کچھ اِس طرز پر ہوتی - دیکھو ہم جو سیکڑوں اور ہزاروں سال پیشتر قرآن کے تحریر ہوئی تھیں ابتک موجود ہیں - ہم میں ابتک کچھ فرق نہیں - ہم تواریخی شہادتوں کی کسوٹی پر کسے جانے کو تیار ہیں - ہم امتحان اور کرٹی سزم کی چھلنی میں سے گذرنے کو آمادہ ہیں جس طرح چاہو ہمکو آزماؤ - جس طرح چاہو ہمکو پرکھو - ہم دین محمدی کی سچائی پر خدا کی حکمت اور قدرت سے سچی گواہی کے بے بدل اور اٹل اور محکم مینار ہیں اور تا قیامت یہہ گواہی ہم سے صادر ہوتی رہیگی - ہاں اگر اُن مفقود انجیلوں میں محمد صاحب کی رسالت پر پیشینگوئیاں اور اشارات ہوتے تو وہ ضرور دنیا میں رہتیں اور دین اسلام کی اس بارہ میں موید اور مجبہ ہوتیں - اور خدا ضرور ایسا کرتا - جب ہم انسان ہو کر اُن کے موجود رہنے کی خوبی کو سمجھ سکتے ہیں تو کیا خدا اُن فسادوں اور جھگڑوں اور بے جا حجتوں کو دیکھتا ہوا جو اُن کی عدم موجودگی کی حالت میں واقع ہونے پر تھیں - اُن کو دنیا میں قایم رکھنے کی خوبی کو جو مانع تمام ابتریوں کی ہوتی نہ پہچانتا - ہم کیا کہیں - بس یہی ع ہم پیش تو از دست تو میخواہم داد -

(۳) انجیل اور توریت کے کئی ایسے نسخے اور کئی ترجمے کے نسخہ موجود ہیں جو محمد صاحب کے وقت سے کہیں پیشتر لکھے گئے - اُن کی قدامت کو صرف یہہ کہکر کہ ہمارے فرقان میں خبر آچکی ہو کہ کتب انبیا میں تحریف ہو چکی ہو رد کرنا معتبر اور سچی تواریخ کی مٹی پلید کرنا ہو - اِن نسخوں اور ترجموں کی قدامت کو کسی طرح رد نہیں کر سکتے - یہہ نسخہ محمد صاحب کی ہمعصر انجیلوں اور اُنکے مابعد کی انجیلوں اور اسوقت کی انجیلوں سے پوری پوری مطابقت رکھتے ہیں - اب انصاف کرو اور بتاؤ کہ کیا وہ عیسائی اور یہودی جو محمد صاحب سے دو سو تین سو برس پہلے تھے اور جن کے زمانہ میں یہہ نسخہ لکھے گئے - الہام یافتہ تھے یا شیطان آکر اُن کو بتلا گیا کہ چھٹی صدی عیسوی کے آس پاس عرب میں ختم المرسلین ظاہر ہوں گے - اُٹھو تم جلد ایسے نسخہ تیار کرو جو اُنکی نبوت کے خلاف ہوں - لو یہہ آیت یہہ تعلیم - فلاں مقام فلاں واقعہ ثبت کر دو تاکہ اِن نسخوں میں اور اُن انجیل نسخوں میں جو آنحضرت کے نمود کے زمانہ میں محرف ہو کر لکھے جائیں گے تطبیق پائی جائے - ایسی جہالت کا دعوی کوئی نہیں کر سکتا - کہئے پھر اِس مطابقت کا کیا جواب ہو؟ کیونکہ تحریف تو عیسائی اور یہودی محمد صاحب کا دعوی سنکر ہی کرتے اِس سے پہلے تو کر نہیں سکتے تھے - کیونکہ اُن کو کیا معلوم تھا کہ محمد صاحب کس زمانہ میں ظاہر ہوں گے اس حالت میں انجیل اور توریت کی صورت یہہ ہونی چاہئے کہ محمد صاحب کے بعد کی محرف ہوں اور ان کے پیشتر کی انجیل اور توریت تحریف سے بری ہوں -

(۴) تحریف کا احتمال کس کتاب کی نسبت زیادہ ہو سکتا ہو؟ کیا ایسی کتاب کی نسبت جس کے بیان میں ایسا ربط اور علاقہ پایا جاتا ہو جیسا اعضا و جسم میں یا اُس کتاب کی نسبت جس میں ترتیب اور ربط کا کچھ بھی لحاظ نہیں؟ کیا ایسی کتاب کے حق میں جس کی تعلیمات اور بیانات کی ترتیب میں کڑی سے کڑی یوں مربوط ہو کہ اگر ایک نکل جائے تو نقص اور قبح فوراً ظاہر ہو جائے یا اُس کتاب کی نسبت جس کی بے ربطی اور بے ترتیبی صاف ظاہر کرتی ہو کہ واقعات جب جب ظاہر ہوتے رہے یا تعلیمات جب جب دی گئیں اپنے سلسلہ میں قلم بند نہیں ہوئیں بلکہ بعد میں جمع کی گئیں؟ اُن کی بے ترتیبی صاف ظاہر کرتی ہو کہ نہ جمع کرنے والا اور نہ اُس کے ساتھی اُن باتوں کو اپنے حافظہ میں رکھتے تھے - دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بھول گئے تھے - اور یہی سبب تھا کہ ایک ایک آیت جمع کرنی پڑتی اور جو لاتے تھے اُن کو قسمیں اور حلف دے دیکر جمع کرنے والے اپنے دل کی تسلی کرتے تھے - اب انصاف کرو کہ تحریف کا گمان کس کتاب کی بابت ہو سکتا ہو - یہہ جو جدا جدا آیتیں انعام پانے کی نیت سے لاتے تھے ہم اُن کی زبانی سند کو کس طرح سچ مانیں - اگر یہہ کہو کہ وہ اچھے آدمی تھے اور ہم اچھے آدمیوں کی بات کو سچ جانتے ہیں - تو ہمارا یہہ جواب ہو کہ مسیح کے زمانہ سے محمد صاحب کے وقت

ہمکو جو جماعت انجیل کی بے تبدیلی اور سچائی پر شہادت دیتی ہو وہ بھی اچھے آدمیوں کی جماعت ہو جن کو نہ کبھی انعام ملا اور نہ اکرام بلکہ برعکس اس کے اپنی جانیں دینی پڑیں۔ ایذائیں دی گئیں ظلم اور ستم اس گواہی کے لئے اٹھائے۔ اُن کی گواہی کیوں نہیں مانتے وہ بھی تو اچھے آدمی تھے۔ اور اگر یہہ کہو کہ قرآن خدا کا کلام تھا اس لئے خدا نے اُس کی حفاظت کی تو ہم پوچھتے ہیں کہ تباؤ انجیل اور توریت کس کا کلام تھا یہہ تعجب کی بات ہو کہ اُسے اپنے ایک قسم کے اور ایک وقت کے کلام کی غیرت ہو اور دوسرے وقت کے کلام کی غیرت نہ ہو۔ کیا یہہ ممکن ہو؟ ع مسلمانو ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی۔

(۵) انجیل خود تحریف سے بری ہونے کا ایک ثبوت ہو۔ اُس کو دیکھنا چاہیئے اُس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔ بے شمار باتیں اُس میں پائی جاتی ہیں جو ظاہر کرتی ہیں کہ محرّف کا ہاتھ اُس کے بیان اور عبارت تک بالکل نہیں پہنچا۔ چونکہ نور افشاں میں زیادہ جگہہ نہیں اس لئے ہم اس وقت اس کا بیان بطوالت نہیں کر سکتے۔ ہم اس بات کو کسی دوسرے وقت کے لئے رہنے دیتے ہیں۔ اور اُمید کرتے ہیں کہ ہم اپنے محمدی بھائیوں کو دکھائینگے کہ انجیل میں بہت سے باطنی ثبوت موجود ہیں جو تحریف کے دعوے کی تکذیب پر دال ہیں +

یہودیوں کی احادیث اور قرآن متعلق سلیمان

(۱) سلیمان کی دانائی کی نسبت ۔ ۲ تارگم در بارہ کتاب آستر ۱: ۲ لکھا ہو کہ چند قسم کے جن اور بدروحیں سلیمان کے تابع تھیں نیز یہودی مفسرین بیان کرتے تھے کہ سلیمان پرندوں کی زبان سے واقف تھا۔ محمد نے ان باتوں کو سورہ النمل ۱۶-۱۷ و سورہ صٓ ۳۶-۳۷ میں نقل کیا جہاں وہ بیان کرتا ہو کہ جن شیطان حیوان اور پرند بھی اس کے بیشمار لشکر کا ایک حصہ تھے خصوصًا وہ جن جو معماری کے فن میں دستگاہ کامل رکھتے تھے اور وہ پرندوں کی زبان جانتا تھا +

(۲) ملکہ سبا اور ہدہد اور خطو غیرہ کا ذکر۔ یہہ ایک مشہور قصہ ہو مگر محض احمقانہ سورہ نمل ۲۰-۴۵۔ یہہ فقط یہودیوں کی تارگم کا اختصار ہو دیکھو ترجمہ تارگم مصنفہ ڈاکٹر جے۔ ایم۔ آنل صاحب موسوم اسلام اور کرسچیئنٹی صفحہ ۱۴۰ +

(۳) سورہ السبا ۱۱-۱۳ لکھا ہو کہ سلیمان نے جنّوں کو مجبور کیا کہ اُس کے لئے ہیکل بناویں۔ اور اُن کو سلیمان کی وفات کا حال معلوم نہیں ہوا اس طرح دھوکا میں رہکر عرصہ تک کام کرتے رہے۔ یہہ ہو بہو یہودیوں کی کتاب مسمی گگن ۸۲ : ۹ سے نقل کیا ہو۔ قابل غور یہہ بات ہو کہ محمد کہتا تھا کہ میں بائبل کو مانتا ہوں تم بھی مانو لیکن یہاں قرآن بائبل کے برخلاف ہو۔ اور اختلاف یہہ ہو کہ سلیمان نے اختتام ہیکل کے بچیس سال بعد اس دار فانی سے کوچ کیا +

(۴) سورہ صٓ ۳۳ : میں لکھا ہو ولقد فتنا سلیمان والقینا علی کرسیہ جسدا ثم اناب مراد یہہ ہو کہ سلیمان آزمایا گیا اور ایک شخص اس کی صورت میں حکمرانی کرتا رہا۔ محمدی مفسرین اس آیت کی تفسیر میں صرف یہودی کہانیوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ تالمود متعلق یعقوب حصہ دوم۔ جس سے معلوم ہوتا ہو کہ شخص کی مراد جن سے ہو۔ سن ہیڈرن ۲۰ : میں یوں لکھا ہو کہ شروع میں سلیمان کے اختیارات تمام چیزوں پر تھے اور آخر کو لاٹھی پر یعنی تخت سے اُتار دیا گیا پس ہم نتیجہ نکالتے ہیں کہ محمد صاحب نے یہہ آیت یہودیوں سے لیلی ہو حقیقت میں یہہ جو کہ نفر کا ذکر ہو وہ تھوڑے عرصہ کے لئے اپنے تخت سے اُٹھا لگیا تھا لیکن سلیمان کے بارے میں کسی معتبر تاریخ میں تخت سے اُتار ے جانے کا تذکرہ نہیں لہذا دو طرح ثابت ہوتا ہو کہ قرآن الہامی نہیں اول اس سبب سے کہ یہودیوں کی کہانی کی نقل ہو دوسرے یہہ کہ فی نفسہ غلط تاریخ ہو

مراسلات

بقیہ

حق و باطل کی شناخت

کھوج کھوج کر ڈھونڈو گے + تب جھوٹھ سچ کو جانو گے +

فصل ہفتم در ذکر سلیمان

توریت

توریت میں سلیمان کا ذکر صرف یہہ لکھا ہو کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ نہایت فہیم و دانشمند تھا اور بیت المقدس کو تعمیر کیا۔

قرآن

سورہ صٓ کے رکوع ۳ سے تابع کی ہوا چلتی اُس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچا چاہتا اور تابع کیا شیطان سارے عمارت کرنے والا اور غوطے لگانے والا۔ سورہ نمل رکوع ۲۔ سلیمان اُڑتے جانوروں کی بولی جانتا تھا۔ اُسی سورہ کے رکوع ۲-۱۷-۱۸ آیت اور جمع کیا سلیمان کے پاس اُس کے لشکر جن و انسان اور اُڑتے جانور۔ یہاں تک کہ جب پہنچے چیونٹیوں کے میدان میں کہا ایک چیونٹی نے۔ اے چیونٹیو گھس جاؤ اپنے گھروں میں نہ پیس ڈالے تمکو سلیمان اور اُس کا لشکر اور اُن کو خبر نہ ہو یہہ بات سنکر سلیمان ہنسا پھر خبر لی اُڑتے جانوروں کی تو کہا کہ کیا سبب ہو جو ہدہد نہیں آیا اُس کو مار ڈالوں گا یا وجہ غیر حاضری کی پیش کرے اتنے میں ہدہد حاضر ہوا اور کہا کہ میں ایک چیز کی خبر لایا ہوں جس کی تجھکو خبر نہیں تھی میں ملک سبا سے آیا ہوں وہاں

ایک عورت ہے اُس کا بڑا تخت ہے اور سورج کو پوجتی ہے سلیمان نے کہا کہ ہم دریافت کریں گے کہ تو سچ کہتا ہے یا نہیں یہہ ہمارا خط لیجا اور وہاں ڈالدے چنانچہ وہ خط ہُدہُد نے ملکہ کے پاس ڈال دیا تو سبا نے اپنے درباریوں سے کہا کہ یہہ خط سلیمان کا ہے وہ مجھکو بلاتا ہے تمہاری اس میں کیا رائے ہے سرداروں نے کہا کہ ہم لڑنیوالے ہیں جو تو حکم دے سبا نے کہا کہ میں سلیمان کو تحفہ بھیجتی ہوں دیکھوں سلیمان کیا جواب دے سلیمان نے وہ تحفہ نہیں لئے اور کہا میں جیوتنٹیوں کا لشکر بھیجتا ہوں جو تمکو بےعزت کر کے نکال دیگا پھر سلیمان نے اپنے درباریوں سے کہا کہ تم میں کوئی ایسا ہے جو سبا کا تخت لے آوے تو ایک اُس نے کہا کہ میں لاسکتا ہوں پھر ایک شخص ابو الحسن کے پاس کتاب کا علم تھا کہا میں ایک لمحہ میں لاسکتا ہوں چنانچہ وہ تخت حاضر ہوگیا اور پھر سبا نے اُس کو دیکھا تو خیال کیا کہ وہ بہت گہرا پانی ہے۔ اُس نے اپنی پنڈلیاں کھولیں اور کہا کہ یہہ ایک محل ہے وغیرہ۔

حدیث

مولف کتاب حیات القلوب لکھتا ہے کہ یہہ غلط ہے کہ سلیمان کے قابو میں جن وغیرہ تھے امام محمد باقر سے منقول ہے کہ سلیمان کے پاس ایک قلعہ شیاطین کا بنایا ہوا تھا اُس میں ہزار حجرے تھے ہر حجرے میں سلیمان کی ایک جورو رہتی تھی اور سلیمان تمام روئے زمین کا پادشاہ تھا اور سات سو برس پادشاہی کی اور مولف کتاب حیات القلوب لکھتا ہے کہ یہہ بات غلط ہے کہ سلیمان روئے زمین کا بادشاہ تھا اور سات سو برس بادشاہی کی اور علی بن ابراہیم سے روایت ہے کہ سبا کے پیروں پر بال بہت تھے سلیمان نے شیطان سے کہا کہ ایسی شے بناؤ جس سے سبا کی پنڈلیوں کے بال جاتے رہیں چنانچہ شیطان نے نورہ بنایا مولف کتاب حیات القلوب لکھتا ہے کہ یہہ غلطی ہے کہ جنوں نے بلقیس کے واسطے شیشہ کا تخت بنایا تھا بعض نے کہا ہے کہ فرشتہ یہہ تخت لائے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ہوا لائی تھی اور بعض یہہ کہتے ہیں کہ اللہ نے اُس تخت کو یہہ معجزہ دیا تھا کہ وہ خود آگیا تھا یہہ سب سے اچھے رہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ نے اُس تخت کو اپنے مکان میں غایب کر لیا تھا اور پھر اپنی قدرت سے موجود کر دیا۔ غرضکہ ایسے بازاری کے کھیل بہت سے لکھے ہیں جس کو شبہہ ہو کتاب حیات القلوب جلد اول میں دیکھ لے۔

اب قصص الانبیا کا حال لکھا جاتا ہے جبکہ داؤد ضعیف ہوگیا تو جبرائیل ایک صندوق داؤد کے پاس لایا اور کہا کہ تیرے بیٹوں میں جو کوئی بتلاوے کہ اس صندوق میں کیا ہے وہی بادشاہ ہوگا سلیمان نے کہا کہ اس میں انگشتری اور ایک کوڑا ہے اور ایک چٹھی ہے جو کوئی اس انگشتری کو لے گا اُس میں سب قدرت ہوگی اور اُس تازیانہ سے حکومت کرے گا جبکہ صندوق کھولا گیا تو موافق بیان سلیمان کے نکلا اور سلیمان نے چٹھی کے پانچ سوالوں کا جواب بھی دیا مگر نہیں معلوم کیا سوال تھے جبکہ داؤد مر گیا تو سلیمان وہ انگشتری پہن کے بادشاہ ہوا تو تمام مخلوق خدا اُس کے تابع ہوگئی اور سب شان و شوکت اُس کے پاس تھی اور دریائی گھوڑے بھی تھے اب نہیں معلوم وہ قوم گھوڑوں کی کہاں چلی گئی ایک روز سلیمان گھوڑ دوڑ میں تھا سورج غروب ہوگیا اور نماز نہ پڑھ سکا تو سلیمان نے اُن فرشتوں کو جو سورج پر حاکم ہیں کہا کہ سورج کو اُلٹا کھینچ لاؤ۔ فرشتے سورج کو کھینچ لائے اور سلیمان نے نماز پڑھی اور سلیمان نے بلقیس کو بلاکر اپنے نکاح میں لیا اور اُس کا ملک اُسی کو دیدیا ہر مہینہ میں ایک مرتبہ اُس کے ملک میں جاتا اور تین روز اُس کے ساتھ رہتا تھا اور ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ سلیمان نے بلقیس سے خود نکاح نہیں کیا تھا شاہ ہمدان کے ساتھ اُس کا نکاح کر دیا تھا اور سلیمان نے ایک کافر عورت کے ساتھ نکاح کیا تھا وہ اپنے باپ کی تصویر کی پرستش کیا کرتی وزیر نے اس کی اطلاع کی سلیمان اپنی بیوی کو لاتیں مار کے جنگل میں چلا گیا جس وقت سلیمان طہارت کو جاتا تو وہ انگشتری کو اپنے بیٹے کے سپرد کرتا تھا ایک روز صخر نام جن سلیمان کی شکل بن کے لڑکے سے انگشتری مانگ لے گیا اور بادشاہ ہوگیا اور سلیمان فقیر ہوگیا

اور جب لوگوں سے کہتا کہ میں سلیمان ہوں تو لوگ اُس کو گالیاں دیتے تھے آخر کار سلیمان ایک ماہی گیر کا ملازم ہوگیا وہ تنخواہ میں سلیمان کو ایک مچھلی روز دیا کرتا تھا ایک روز وہ جن انگشتری کو دریا میں پھینک کر اُڑ گیا وہ انگوٹھی مچھلی کھا گئی اور وہی مچھلی ماہی گیر نے پکڑی اور سلیمان کو دی اُس میں وہ انگشتری برآمد ہوئی اور سلیمان پھر بادشاہ ہوگیا یہہ مصیبت سلیمان پر اس وجہ سے پڑی تھی کہ اُس کی جورو نے چالیس دن اپنے باپ کی تصویر کو پوجا تھا +

اے ناظرین سلیمان کی عورت نے ۴۰ دن اپنے باپ کی تصویر کی پوجا کی تو یہہ آفت آئی اور محمد صاحب نے جو ایک عرصہ تک بتوں کو پوجا تھا ان کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔

اس موقعہ پر یہہ ظاہر کرنا ضروری نہیں ہے کہ توریت اور قرآن میں کس قدر اختلاف ہے کیونکہ یہہ مضمون جو قرآن میں ہے محمد صاحب کے دل کے اندر کا ہے اور یہودیوں کی حدیث سے لیا ہوا ہے۔ جو کچھ چاہا قرآن میں کہدیا مگر ناظرین کی خدمت میں اس قدر عرض کیا جاتا ہے کہ قرآن میں جو سلیمان کا ذکر ہے اُس کو محمدی کہتے ہیں کہ کلام خدا ہے اور اس میں بھی کوئی شبہہ نہیں کہ خدا قادر مطلق ہے مگر ایک بات سخت تعجب کی معلوم ہوتی ہے کہ توریت جو کلام اللہ ہے اور جملہ انبیائے بنی اسرائیل کی مصدقہ اور نیز قرآن بھی اُس کی تصدیق کرتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ توریت میں یا سلیمان نے خود اپنی کتاب میں یہہ نہیں لکھا کہ سلیمان کے تابع چرند و شیاطین و جن وغیرہ تھے کیا اگر ہم کہیں کہ قرآن میں یہہ مضمون غلط ہے تو پیارے محمدی صاحب عداوت و حسد کا اطلاق کریں گے مگر ان کے راوی و امام و محدث قرآن کو غلط کہتے ہیں اس کی بھی تفصیل کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ روایت و حدیث قرآن کے محاذ میں اوپر لکھ چکے ہیں اُس کو ملاحظہ کرنا چاہئے اے مسلمان بھائیو قرآن و حدیث و روایات کو مقابلہ کر کے صحت کرو کہ قرآن صحیح ہے یا روایت و حدیث اگر قرآن کو صحیح سمجھو تو ان کتابوں کو جو تمہارے قرآن کے خلاف ہیں رد و منسوخ کر دو اور ایک اشتہار [illegible]

بقیہ

جہاں کا نور میں ہوں یوحنا ۸/۱۲

اُس نے اس قول کی وضع تائید یوں کی کہ اگر انسان تمام دنیا کو حاصل کرے اور اپنی جان کو کھو دیوے تو اُسے کیا فائدہ کیونکہ وہ اپنی جان کے بدلے میں کیا دیگا اس سے صاف ثابت کر دیا کہ دنیا کی کوئی شے انسان کی برابری نہیں کر سکتی خدا نے انسان کو اپنی صورت بلکہ خدا کی صورت پر بنایا اور یوں خداوند مسیح نے اشرف المخلوقات کے مسئلہ تاریک کو روشن کر دیا۔

سوم۔ برگشتگی کے لحاظ سے۔ آریہ لوگ بڑا فخر کرتے کہ ہمارا مذہب سب سے قدیم ہے اور ہمارا وید سب سے پرانا بلکہ قدیم سے چلا آتا ہے وہ کبھی تصنیف نہیں ہوا بلکہ ایشر کی گیان میں ہمیشہ بنا رہتا ہے اور وقت بوقت جیسا مناسب معلوم ہوا ظاہر کیا گیا لیکن جب اُن سے یہہ پوچھو کہ برگشتگی کب سے ہے اور کہاں سے آئی تو کچھ عمدہ اور قابل اطمینان جواب نہیں دیتے وہ یہہ کہتے کہ دنیا انادی کال سے ہے پس برائی بھی انادی کال سے ہوگی اس سے بڑھکر تاریکی اور کیا ہوگی جو آریہ موجدوں کے بیان میں پائی جاتی ہے۔ لیکن پاک کلام میں یوں مرقوم ہے کہ پہلے آدم نے شیطان کی پیروی کرکے برگشتگی اختیار کی اور خدا کی نافرمانی سے برائیوں کا بیج بنکر اب تک دنیا میں ہر قسم کی برائی کا پھل دیتی ہے خداوند المسیح جو دوسرا آدم کہلاتا ہے شریعت کا فرمانبردار بنا اور یوں اُسنے ہمکو روشنی بخشی کہ ہم اُسکی فرمانبرداری کرکے اپنی ناکامل فرمانبرداری کے عوض اُسکی کامل فرمانبرداری کا محاصل وصول کر سکتے ہیں۔

چہارم۔ گناہ کی خرابی کے لحاظ سے۔ کسی بانی مذہب نے گناہ کی کامل تعریف نہ کی بلکہ یہاں تک اس امر میں اندھیر مچایا ہے کہ بعض باتوں کو جو گناہ ہیں ثواب بتایا اور بعض باتیں جو ثواب ہیں اُن کو گناہ قرار دیدیا مثلاً دوسرے کے ہاتھ سے کھانا کھانا یا پانی پینا گاؤ کشی کرنا وغیرہ گناہ ہیں اور جھوٹ بولنا زنا کرنا ثواب یہہ ہندوؤں کے بانیوں کا خیال ہے محمدی مذہب بھی بعض باتوں میں ہندوؤں کے دو قدم آگے اور بعض باتوں میں دو قدم پیچھے پیچھے چلتا ہے اور جو کچھ گناہ کی خرابی بھی بیان کی ہے اس سے انسان کچھ گھبراتا نہیں بلکہ ایک ہلکی بات سمجھکر بات بات میں گناہ کرنا عادت میں داخل کر لیا اور گناہ کو گناہ نہ سمجھا ایک نے کہا کہ گنگا کے درشن سے کروڑ ہا پاپ جاتے رہتے ہیں اور بعض نے یوں فرمایا کہ نیکی برائی کو کھا جاتی ہے۔ مگر خداوند نے گناہ کی برائی طرح بطرح یہاں تک ظاہر کی کہ کوئی انسان اگر ذرا بھی تمیز رکھتا ہو خواہ شیر سے نہ ڈرے سانپ سے خوف نہ کھائے پاگل کتے کی پروا نہ کرے مگر گناہ سے دم چھوڑ کر بھاگ جائے۔ یہاں کبھی گناہ غلامی کی حالت ہے اور کبھی موت کی صورت گاہ کوڑہ کی بیماری بتائی جاتی ہے اور اگر اُس کا وہی علاج جو خدا کے کلام میں مرقوم ہے نہ کیا جائے تو صرف ایک ہی گناہ ابدی ہلاکت تک پہنچاتا ہے یہاں نہ صرف خون کرنا گناہ ہے بلکہ بے سبب غصہ بھی سخت گناہ ہے نہ صرف چوری کرنا جرم ہے بلکہ لالچ اسکی جڑ ہے اور نہ صرف زناکاری خراب ہے حتی کہ بُری نظر بھی مہلک ہے۔

پنجم۔ معافی اور گناہ کی خلاصی کے لحاظ سے۔ ہندو مذہب اور آریہ مذہب یہہ دونوں اس کی بابت کوئی اُمید نہیں دیتے یہاں بالکل اندھیر ہے آواگون کے چکر میں یہاں تک پھنسایا کہ آدمی کو کروڑ جنم پاکر بھی معافی کی اُمید نہیں ہو سکتی سوائے اس کے کہ انسان سے گدھا یا گدھا سے بلی یا بلی سے سور بنتا جائے محمدی مذہب نیک اعمال پر بہت زور دیتا ہے لیکن اُسے خبر نہیں کہ بد شخص کے سارے کام بد ہیں خواہ نیک خواہ بد مگر خداوند یسوع نے فرمایا کہ اگر میں مارا نہ جاؤں تو تم نہ بچوگے معافی کی اُمید بہت کچھ ہے بشرطیکہ کلام اللہ کے اس فرمان پر صدق دل سے ایمان لایا جاوے کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اُس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہووے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے بغیر خون بہائے گناہ کی معافی نہیں اسلئے خداوند مسیح نے اپنے آپکو قربان کیا تاکہ گناہ کا کامل کفارہ ہو اور دنیا میں ہر قوم اور ہر زمانہ کے گنہگار اُس کے کفارہ کو قبول کرکے گناہوں کی معافی حاصل کریں۔

ششم۔ پاکیزگی کے لحاظ سے۔ ہر اہل مذہب اپنے پیرووں کو گناہ کی معافی کا جھوٹا وعدہ دیکر اس مشکل کو حل نہیں کرتے کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کوئی گنہگار جو مرتے دم تک گناہ میں لگا رہا اپنی ہی نیکی یا کسی دیوی دیوتا یا پیر پیغمبر کی سفارش سے بہشت میں داخل پاکر ابدی آرام حاصل کر سکتا ہے جس کے واسطے یہاں اُس نے تیاری نہیں کی اور اُس کا مزاج لذائذ بہشت کے موافق نہیں ہوا کیا کوئی رنڈی باز بدمعاش جواری جھوٹا فریبی مسجد یا مندر میں جانا پسند کریگا ہرگز نہیں اس بارے میں تعلیم بھی بالکل تاریکی میں پڑی رہی جب تک خداوند نے نقدیموس سے فرمایا کہ جب تک کوئی سر نو پیدا نہو تو وہ خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتا چنانچہ اس عجیب اور انوکھی بات نے اسرائیل کے اُستاد کو ایسا حیرانی میں ڈالا کہ فوراً بول اُٹھا کہ کیا ہو سکتا ہے کہ آدمی دوبارہ اپنی ماں کے پیٹ میں جاوے اور پیدا ہو۔ جناب من یہہ عالم کوئی ہندو و محمدی علما و پنڈت کے موافق گوشہ تاریک کا پرورش یافتہ نہ تھا بلکہ خدا کے سبھے لوگوں میں سے ایک تھا تو بھی اس راز کو نہ سمجھا اب اور کون ہے جو لب ہلاسکے پس خداوند نے اُسے سمجھا دیا کہ پانی اور روح سے پیدا ہونا ضرور ہے۔ یعنی مزاج میں تبدیلی ہو اور خدا کی پاک روح اس کام کو ناپاک دل میں شروع کرے تاوقتیکہ موت آوے کیا یہہ تعجب کی بات ہے کہ نفسانی مزاج روحانی مزاج اور خراب طبیعت اچھی طبیعت بنجائے نہیں خدا ایسا کر سکتا ہے اور اسلئے مسیح خداوند نے اس مسئلہ کو اس بیان سے زیادہ روشن اور صاف کر دیا کہ اگر کسی کا بیٹا روٹی مانگے تو باپ پتھر نہیں دیگا اور اگر مچھلی مانگے تو سانپ نہ دیگا پس جب تم برے ہو کر اپنے لڑکوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو کتنا زیادہ آسمانی باپ اُنہیں جو اُس سے مانگتے ہیں روح القدس دیگا۔ یہہ ہے پاکیزگی اور اسکا طریقہ جو چاہے تو قبول کرے اور جو سننے کے کان رکھتا ہو وہ سنے کہ روح القدس کیا فرماتی ہے۔ باقی آئندہ۔ راقم کیدار ناتھ۔ از فرخ آباد۔



شیر سنگھ صاحب کی تحریر پر چند ریمارک

جو کچھ کہ شیر سنگھ صاحب نے نورافشاں مطبوعہ ۱۲ جون ۱۸۹۶ء میں نیٹو چرچ کونسل کے بارے میں لکھا میں نے غور سے پڑھا اور چند ریمارک کرنا چاہتا ہوں۔ بعضے ہندوستانی مسیحی بھائیوں کی عجیب عادت ہوتی ہے کہ جس وقت مشنری کام کے بارے میں تقریر یا تحریر کرتے ہیں وہ انگریز مشنریوں کی تجویزوں کو ایسی ملامت کرتے ہیں کہ گویا یہہ تجویزیں خداوند مسیح کی کلیسیا کے بڑھنے کی رکاوٹیں ہوتی ہیں بجائے اس کے کہ کوئی زیادہ عمدہ تجویز مذکور کریں وہ ایسے عیب لگاتے ہیں جو حق کے موافق نہیں ہیں۔ ایک بھائی کی گال پر تمانچہ مارنا یہہ سوچ کے کہ میں پیچھے اُس سے معافی مانگ لونگا خداوند مسیح کی تعلیم کے موافق نہیں ہے۔ میں مذکورہ بالا خط کی نقطہ چینی نہیں کرنا چاہتا۔ صرف عام طور سے دو باتیں لکھتا ہوں۔

(۱) ایسی عادت سے کبھی کچھ فائدہ نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے اس کے وسیلے خدا کی سلطنت نہیں بڑھتی۔

(۲) فعل قول سے بہتر ہے اور چاہئے کہ قول احتیاط سے استعمال کیا جاوے باتوں کی کثرت میں کچھ نہ کچھ گناہ ہوگا پر وہ جو اپنے لبوں کو روکے جاتا ہے دانا ہے۔ سخن جو موقع سے کہا جاوے سونے کے سیبوں کی مانند ہے۔ جو روپہلی ٹوکریوں میں ہوں۔ امثال ۱۰-۱۹ اور ۲۵-۱۱ ہم مانتے ہیں کہ انگریز مشنریوں کی تجویزوں میں عیب تو ہوں گے لیکن ہم اپنے ہندوستانی بھائیوں کو ایک بہتر طریقے سے یہی کام کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ ہم اُن کی کامیابی کے لئے خدا کی تعریف کریں۔ ڈاکٹر عماد الدین صاحب اور شیر سنگھ صاحب کے ساتھ میں اس بات میں متفق ہوں کہ چاہئے کہ نیٹو چرچ کونسل صرف دیسی مجلس ہووے تاکہ دیسی کلیسیا اپنے پاؤں پر کھڑی ہو کے اکیلی چلنے کی طاقت حاصل کرے پر اگر نیٹو چرچ کونسل کانفرنس کے ساتھ ملائی جاوے تو بھی ناامید ہو جانے کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔ میں اپنے بھائیوں کو یہہ صلاح دیتا ہوں کہ آپ از خود انجیل کی منادی کرنے کی کوئی اچھی تجویز نکال کے کمر باندھ کے کام شروع کریں۔ اگر پنجابی عیسائیوں میں کچھ ہمت ہے۔ اور خداوند کے جلال کی خواہش اور بیچارے گنہگاروں کی محبت اور خداوند مسیح کے آنے کی کچھ انتظار ہے تو وہ اب انجیل کی سرگرم منادی کرنے کے ذریعہ سے ظاہر ہووے ایک دیسی مشنری رفاقت بنائیں اور مناد لوگوں کو جو بے تنخواہ یا تنخواہ پا کے خوشخبری سنائیں مقرر کریں اور آپس میں سے چندہ جمع کریں ضرور چاہئے کہ ایک سکرٹری ہووے جو دانا اور خدا کی محبت سے معمور اور بھائیوں میں معزز و معتبر ہو اور وہ جا بجا جماعتوں سے مل کے بھائیوں کو اُبھارے تاکہ وہ سب اس مبارک کام میں دل و جان سے شریک ہو جائیں لیکن ہم میں ذرہ بھی نااتفاق نہ ہووے ورنہ خداوند کی برکت ترک جائیگی۔ سچی یگانگت اور محبت ہم میں ہووے تاکہ سبھوں پر ظاہر ہووے کہ ایک ہی روح یعنے خدا کی پاک روح ہم میں رہتی ہے ایک ایسی رفاقت کی مشوروں میں ایمان۔ اُمید اور محبت قایم رہے اور مجھے یقین ہے کہ ہمارا آسمانی باپ جو حقیقی انگور کے درخت کا باغبان ہے اُس پر اپنی برکت کی کثرت برسائے گا۔ اور بڑی خوشی کا باعث ہوگا جس وقت یہہ رفاقت ایسی کامیاب ہو جائے کہ انگریز مشنریوں کے ہندوستان میں رہنے کی کچھ ضرورت نہ رہے۔ عیب لگانے کو کم کرنا اور آپس میں کھینچنے کو چھوڑ کے دل و جان سے اپنے پیارے نجات دہندہ اور بزرگ مالک کے لئے وہ مبارک کام جو ہم نالایق بندوں کو سپرد کیا گیا عاجزی اور شکر گذاری کے ساتھ کریں جب تک کہ دن ہے کام کریں رات آتی ہے اور کوئی اُس وقت کام نہیں کر سکتا۔ (یوحنا ۹-۴)

ایک انگریز مشنری

دہلی

یہہ شہر اگرچہ چرب زبانی اور طوطا چشمی کا گھر ہے تاہم اس میں قدرے ترقی اور رونق دیکھنے میں آتی ہے۔ اس شہر کا نام بڑا ہے اور جو لوگ دور کے شہروں میں رہتے ہیں اور جن کو یہاں آنے کا موقع نہیں ملا وہ دہلی کو ہندوستان کے باقی شہروں کی نسبت رونق علم شائستگی اور تہذیب میں بڑھا ہوا سمجھتے ہیں۔ لیکن حقیقی حالت ایک مثل سے خوب ظاہر ہوتی ہے جو میں نے اس شہر کی نسبت کلکتہ میں سنی تھی کہ دہلی کے لڈو جو کھائے سو پچھتائے اور جو نہ کھائے سو بھی پچھتائے۔ میں نہیں جانتا کہ دہلی کو خاص لڈوؤں سے کیا تعلق ہے تاہم یہہ مثل اس شہر کی حالت اور خصلت کو خوب بیان کرتی ہے اس شہر کے اکثر اصلی باشندے اور اس شہر کی زیادہ اصلی چیزیں لفافہ کی کیفیت رکھتی ہیں۔

لیکن باوجود حالت مذکورہ بالا کے اس شہر میں رونق اور علم کو ترقی ہے۔ ہمارے ناظرین نے سنا ہوگا کہ کیمبرج کی عظیم الشان اور قدیم یونیورسٹی یعنے دار العلوم نے اپنا ایک خاص مشن اس شہر میں قریباً بیس سال سے قایم کر رکھا ہے۔ ایس پی جی سوسائٹی کے مشنری غدر سے چند سال پہلے سے یہاں آئے ہوئے تھے اور ایام غدر میں ان صاحبان میں سے چند شہید بھی ہوئے۔ ہمارے دیسی بھائی یہہ بات سنکر خوش ہوں گے کہ جب باعث غدر کے مشن تباہ ہو گیا اور سکول وغیرہ کا نام نشان مٹ گیا تو غدر کے تمام ہوتے ہی چند دیسی مسیحیوں نے جو باقی رہے تھے اور جن کے ہمارے بزرگ پروفیسر رامچندر مرحوم سردار تھے۔ فوراً اپنی ہمت سے مشن سکول اور مشن کے دوسرے کاموں کو دوبارہ جاری کیا اور جب اس بات کی خبر سوسائٹی کو پہنچی تو فوراً انگریز مشنری بھیجے گئے اور مشن دوبارہ قایم ہوا۔ صلیب کا جھنڈا جہاں ایک دفعہ گڑ گیا ہے وہاں سے اس کا بالکل زائل ہو جانا ناممکن ہے۔ ہمارے بھائی بپٹسٹ مشنری بھی غدر کے پہلے سے یہاں خداوند کے نام پر محنت کر رہے ہیں۔ ہمیں تحقیق معلوم نہیں کہ غدر کے ایام میں انہوں نے اپنے خداوند کی خاطر کیا کیا مصیبتیں اُٹھائیں۔ ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ اگر فرصت ہو تو اُن

تمام واردات کا حال جو ایام غدر میں دہلی کے مشنریوں اور دیسی مسیحیوں پر گذریں ایک مضمون کی صورت میں جمع کر کے نورافشاں کے ناظرین کی نذر کریں گے +

اندنوں میں اس پی جی مشن کا سب کام کیمبرج مشنریوں کے سپرد ہے۔ سوسائٹی نے اپنا کوئی خاص مشنری یہاں نہیں رکھا +

کیمبرج مشن کے مشنری صاحبان کا خاص زور تعلیم میں صرف ہوتا ہے۔ سنٹ سٹیفنس سکول جس کے منیجر اور پرنسپل پادری کیلی صاحب اور ہیڈ ماسٹر پنڈت جانکی ناتھ صاحب ہیں انجیل کی روشنی کو چالیس یا پچاس برس سے پھیلا رہا ہے۔ اندنوں بڑی کوشش اس بات کی بابت ہو رہی ہے کہ اس سکول میں عمدہ اور لائق دیسی مسیحی صاحبان مدرس مقرر کئے جاویں۔ اس کوشش میں کسیقدر کامیابی ہوئی ہے لیکن چونکہ دیسی مسیحیوں کی تعداد کم ہے اس لئے اس سکول میں ابھی تک غیر مذہب مدرس بکثرت ہیں +

سنٹ سٹیفنس کالج دن بدن ترقی پر ہے۔ چند ماہ کا عرصہ گذرا کہ یونیورسٹی سے اس امر کی درخواست کی گئی کہ اس کالج کے متعلق ایک لا کلاس یعنے تعلیم قانون شروع کرنے کی اجازت دیجاوے اور مشنری صاحبان کی درخواست کے ساتھ ایک میموریل روسائے شہر کی طرف سے بھی بھیجا گیا۔ لیکن درخواست منظور نہوئی +

بعض اشخاص کا خیال ہے کہ مشنری سوسائٹیاں سکول اور کالج کھولکر اپنا روپیہ رائیگان صرف کرتے ہیں۔ اس رائے کی غلطی ثابت کرنے کیلئے کیمبرج مشن کیطرف دیکھنا چاہئے ہم یہہ نہیں کہتے کہ کیمبرج مشنریوں نے بہت سے طلبا عیسائی کر لئے ہیں ہمارا مطلب یہہ ہے کہ ایک خاص مضبوط ایجوکیشنل مشن کا ہونا تمام ملک پر ثابت کرتا ہے کہ مسیحی کلیسیا میں کس قدر علم اور روحانی استقلال موجود ہے۔ مدراس کرسچن کالج کے برابر شاید ہی کوئی دوسرا کالج ہندوستان میں ہوگا۔ بلکہ وہ کالج دنیا کے بڑے اور عظیم الشان کالجوں میں قدم رکھتا ہے۔ اور جو عزت اور توقیر اس انسٹیٹیوشن نے پیدا کی ہے وہ شاید ہی کسی گورنمنٹ کالج کو حاصل ہوگی۔ کیا یہہ بڑا بھاری ثمرہ اور نتیجہ نہیں۔ اگرچہ وہاں سے طلبا مسیحی نہیں ہوئے یا بہت کم ہوئے ہیں تاہم جنہوں نے وہاں تعلیم پائی وہ سب مسیحی مذہب کی گہرائی اور بزرگی کا اعلی خیال لیکر وہاں سے نکلے ہیں۔ اور جب روح کے نزول کا زمانہ آویگا تب ان طلبا میں سے صدہا کلیسیا کی طرف رجوع کریں گے۔ کیا یہہ چھوٹی بات ہے کہ ایک غیر مذہب کے مشنری ہندوستان جیسے امیروں اور عاقلوں کے ملک میں خاص مذہبی غرض سے ایک کالج کو ایسا اعتبار اور عزت پیدا کریں کہ ہزارہا امیر اپنے بیٹوں کو بیخوف اس کالج میں بھیجیں۔ پھر اس کالج کا پرنسپل گورنری لیجس لیٹیو کونسل کا ممبر مقرر ہو اور القاب اور اعزاز سے ممتاز کیا جاوے۔ اور سارا ملک منظور کر لیوے کہ اگر کوئی باعزت اور عالم اور با مرتبہ شخص ہے تو کرسچن کالج کا پرنسپل ہے۔

مسیحیوں کی عزت اور مضبوطی میں کلیسیا کی مضبوطی ہے دہلی کے ذکر میں ہم نے مدراس کرسچن کالج کا ذکر اس لئے کیا ہے کہ جو ارادہ اور پالسی کیمبرج مشن کی ہے وہی ارادہ اور پالسی مدراس کرسچن کالج کی ہے۔ اور چونکہ اس ارادہ اور پالسی کی درستی معلوم کرنے کے لئے صرف اتنا ضرور ہے کہ کرسچن کالج مذکورہ بالا کی طرف ایک نظر ڈالی جاوے اس لئے اس کا ذکر یہاں بیجا یا بے سود نہیں۔ کلکتہ کا آکسفورڈ مشن اور دوسرے ایجوکیشنل مشن۔ بمبئی کے ایجوکیشنل مشن لاہور کا ذیعزت اور بابرکت فورمن کالج اور دہلی کا کیمبرج مشن اپنا روپیہ رائیگاں صرف نہیں کر رہے۔ بلکہ فی الحقیقت ہند کے بوسیدہ ہندوازم اور اسلام کو تسخیر کر رہے ہیں۔ اور تمام باشندوں کا دل گھسیٹ کر ان کو مسیح کی صلیب کے پاس لا رہے ہیں۔ اگر انجیل صرف بازاری اور دیہاتی منادی کے ذریعہ سے پھیلائی جاتی تو شاید پڑھے لکھے لوگ ہنسکر مشنریوں کے پاس سے گذر جاتے اور کہتے کہ تم سے کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن جب ایجوکیشنل مشنوں اور ان کے استقلال کی طرف کوئی مخالف نظر ڈالتا ہے تو اس کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ کیونکہ وہاں وہ کام ہو رہا ہے جو صاف ظاہر کرتا ہے کہ مسیحی مذہب ایک عجیب برکت کا چشمہ ہے۔ اور ایک عجیب مضبوطی اور استقلال اور قوت یا ستودگی اپنے میں رکھتا ہے۔ فی الحقیقت مسیحی مذہب سیلاب کی طرح بڑھ رہا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ چرچ مشنری سوسائٹی نے اپنا کوئی کالج لاہور یا امرتسر میں نہیں کھولا۔ جب ہم پادری آلنٹ صاحب پرنسپل دہلی کالج اور پادری یونگ صاحب پرنسپل فورمن کالج کی عزت اور توقیر کی طرف دیکھتے ہیں تو خدا کا شکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فی الحقیقت تونے اپنے خادموں کو وہ عزت بخشی ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں۔ وہ کون لوگ ہیں جو محض بے غرضی سے اپنا خون جگر دوسروں کے فائدہ کے لئے خرچ کر رہے ہیں پنجاب باوجود مذہبی مخالفت کے پکارتا ہے کہ مشنری یہہ کام کر رہے ہیں۔ جب ہم دہلی کے بازاروں میں منادی کرنے نکلتے ہیں تو کمینے مولوی ہماری ازحد بیعزتی کرتے ہیں اور ایسا کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے اُن کی عزت پر دھبا لگایا اور اُن کا کام روکا۔ لیکن جب ہم خود اپنی اصلی حالت پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ باوجود جاہلوں کی تالیوں اور متعصب لوگوں کی تشدد کے ہم مشنریوں کو ملک میں وہ عزت اور اعتبار حاصل ہے جو مولویوں کو کبھی نصیب بھی نہیں ہوا۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ عزت اور اعتبار زیادہ تر ایجوکیشنل مشنوں کی بدولت ہے۔ ہندوستان مانتا جاتا ہے کہ مشنریوں کی زندگیوں کی بنا صلیب پر ہے۔ اور یہہ کافی کامیابی ہے۔ کون لوگ ہیں جو اپنے ملک سے لاکھہا روپیہ لا کر اس ملک کے نوجوانوں کی تعلیم میں صرف کر رہے ہیں اور مغربی علوم کی روشنی سے سوسائٹی کی صورت کو بدل رہے ہیں۔ جواب ہے کہ مشنری۔ وہ دن آویگا کہ مخالف آنکھہ کھولکر دیکھیں گے اور کہیں گے کہ فی الحقیقت مشنریوں کی تعلیم سے ملک بھر گیا ہے اور ہمارا ان کی مخالفت میں کمربستہ ہونا اور ان پر کسی قسم کا الزام لگانا آفتاب پر تھوکنے کی مثل ہے +



کسی روحانی دیوے نے کہا ہو کہ مسیحی مذہب کا خلاصہ ان الفاظ میں ہو یعنے "شکست میں فتح" اور اس بات کی صداقت مشنوں کی موجودہ حالت پر نظر ڈالنے سے حاصل ہوئی ہو*

دہلی کے شہر میں ایک عظیم سوسائٹی اور ایک عظیم یونیورسٹی نے مشنری بھیج رکھے۔ اور وہ مشنری شہر کے ہر قسم کے لوگوں کے درمیان کام کر رہے ہیں۔ لیکن اس شہر نے ابتک انکی قدر نہیں مانی۔ یہہ اس شہر کی بدقسمتی اور شقاوت ہو۔ "وہ اپنوں پاس آیا اور اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا" "وہ نور تاریکی میں چمکتا ہو اور تاریکی نے اُسے دریافت نہ کیا" یہہ آیات دہلی کی حالت کو خوب بیان کرتی ہیں۔

لیکن شکر خدا کا کہ دہلی مشن کی عزت اور پوشیدہ کامیابی بڑھتی جاتی ہو۔ شہر کا شاید ہو کوئی امیر یا رئیس ہوگا جس کا بیٹا یا کوئی نزدیکی رشتہ دار ہمارے کالج میں سے نہ گذرا ہوگا۔ یہہ خدا کی حکمت ہو۔ وہ بڑی حکمت سے اپنے بندوں کو کامیابی اور درجہ بخشتا ہو*

راقم

سموایل گھوس

بقیہ

ترجمہ ٹرائیڈ بائی فائر

نمبر (۱۰)

۲۔ ہماری خوراک "روحانی دودہ کے مشتاق ہو کہ جس میں دغا نہیں" (ریوایزڈ ورشن) اس سے پہلے باب کے آخر میں خدا کا کلام بیج سے مقابلہ کیا گیا ہو مگر یہاں دودہ سے مقابلہ کیا جاتا ہو اور یہہ وہی اصول ہو جو دوسری صورت میں ظاہر کیا گیا ہو۔ نئی زندگی کی پرورش اُس چیز سے کی جاتی ہو کہ جس کے وسیلے سے یہہ پہلے دی جاتی ہو بیج اور فضل کی دنیاؤں میں بڑی گہری مشابہتیں ہیں جس سے اُس کامل حکمت سے پُرارادہ کی اتحاد کی گواہی ملتی ہو جو تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہو جو دیدنی اور نادیدنی دنیا کو ایک بڑی کامل دنیا بنا دیتا ہو*

کوئی اور بات ایسی مضبوطی سے نوشتوں کے الہامی ہونے کو ثابت نہیں کرتی ہو جیسا کہ روح میں نئی زندگی کے پرورش کرنے کا سامان۔ جب تک کہ وہ زندگی موجود نہیں ہوتی پاک کلام کی طرف کسی قسم کی رغبت نہیں ہوتی یہہ گرد آلودہ بالائے طاق پڑا رہتا ہو۔ لیکن جس وقت نئی زندگی ڈالی جاتی ہو حالانکہ ابھی تک یہہ بالکل اپنی ابتدائی حالت میں ہی ہوتی ہو مگر نوپیدا بچے کی طرح جو ماں کے دودہ کا محتاج ہوتا ہو خدا کے کلام کی مشتاق ہوتی ہو اور فوراً بڑھنے لگتی ہو اُس نسبت سے جو روح میں الٰہی زندگی اور پاک نوشتوں کے درمیان پائی جاتی ہو یہہ بات قایم ہو جاتی ہو کہ ان کا سوتا کہ جس سے یہہ پیدا ہوئے ہیں ایک ہی ہو۔ انسانی زندگی اپنی ابتدائی حالت میں فقط زندگی کی اُن چیزوں سے پرورش پاتی ہو کہ جن سے یہہ پیدا ہوئی ہو جب یہہ الٰہی زندگی انسان میں بائبل کے کلام سے پرورش کی جاتی ہو تو بلاشبہ یہہ بھی ثابت ہوتا ہو کہ یہہ اپنی اصل میں آسمانی ہی۔ اپنی صفات میں خوق العادت اپنے مزاج میں آسمانی ہو یعنے کہ زمینی اور انسانی خیالوں سے اُسی قدر علیحدہ ہو جس قدر کہ وہ زندگی کہ جس کا یہہ خادم ہو آہ! کیسا اچھا ہوتا اگر ہم نئی زندگی یافتہ روحوں کو جو ہمارے آس پاس موجود ہیں خدا کا پاک اور بے ملاوٹ کلام دیویں۔ اسی کی اُنہیں فی الحقیقت ضرورت ہو۔ ممکن ہو کہ کچھ دیر کے لئے وہ فصاحت کے پھولوں اور بلاغت کی چند ہیا نے والی روشنی سے خوش ہو جاویں مگر ان چیزوں سے اُن کی سیری نہیں ہو سکتی ان سب کی تہ میں کلام کے خالص دودہ کی بڑی بھوک موجود رہیگی۔ جبکہ کلام اپنی بھرپوری اور سادگی میں پیش کیا جاتا ہو تو مشتاق بھوکے اُسی طرح اُس کی طرف کھنچ جاتی ہو کہ جس طرح سے شہد کی مکھیاں پھولوں کے باغ یا گھاس کی خوشبو دار ہوا سے۔ ہو سکتا ہو کہ دل کی تبدیلی سے پیشتر تیزفہمی یا فصاحت کسی کو کلام کی طرف کھینچ لاوے اور اُس کے پکڑنے کے لئے ایسا ہی کارگر ہو جیسا کہ کانٹا مچھلی کے لئے مگر جب وہ ایک دفعہ از سر نو پیدا ہو چکا تو وہ صرف دودہ کا ہی مشتاق ہوتا ہو"

یہاں ہم کو سبب بتلایا جاتا ہو کہ کیوں ہمارے آس پاس بہت سے مسیحی اپنی ترقی میں اس قدر پست اور رو کے ہوئے ہیں وہ ہمیشہ توجہہ اور بیمارداری کے محتاج ہیں اور بیساکھیوں کے وسیلے سے چلتے ہیں کیونکہ اُن کے اُستاد اُن کو وہ خوراک نہیں دیتے کہ جس کے وہ فی الحقیقت محتاج ہیں جیسا کہ نامناسب خوراک کا حال خواہ وہ کتنی ہی کثرت سے کیوں نہ ہو چھوٹے بچے کے سوکھے ہوئے چہرہ سے معلوم ہو جاتا ہو اُسی طرح سے اس قدر مسیحیوں کی بیمار سی حالت اُس خوراک کی خراب حالت کو ظاہر کر دیتی ہو کہ جس سے وہ مہیا کئے جاتے ہیں۔ طاقتور گوشت کا تو کیا ذکر اُنہیں تو دودہ بھی میسر نہیں ہوتا۔ اس طرح سے خدا کی کلیسیا بہت کچھ بچوں کے ہسپتال کے وارڈ سے مشابہہ ہو*

سر چارلس الیٹ صاحب سابق لفٹنٹ گورنر بنگال کا مشنریوں کے حق میں کلمۃ الخیر

ان دنوں میں یہہ ایک عام بات ہو گئی ہو کہ لوگ مشنریوں کی نسبت یہہ بول اُٹھتے ہیں کہ وے ایک خودغرض اور آرام کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر ایک محقق اور بے تعلق سابق لفٹنٹ گورنر بنگال کا مشنریوں کے حق میں کلمۃ الخیر بولنا ایک فرحت افزا امر ہو۔ ہم اس جگہہ سر چارلس الیٹ صاحب کہ

جو چرچ مشن سوسائٹی کے سالیانہ جلسہ کے دجو اکسٹر حال میں منعقد ہوا) درس دہندگان میں سے ایک ہیں پیش کر کے اُن کے عجیب لکچر کو بجنس درج کرتے ہیں جس سے اُمید ہو کہ سامعین نہایت خوش ہوں گے۔ ۴۰ سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ مقام بنارس میں اپنے سول سروس کے ابتدائی ایام میں میری ایک مشنری صاحب سے ملاقات ہوئی رجن کا ایک پارسانہ زندگی بسر کرنے کے بعد) حال میں انتقال ہوا ہو جس کے سننے سے اُس کے دوستوں کو نہایت رنج ہوگا) ہی سال غدر ہوگیا جس کے باعث مشن کا کام رُک گیا مگر فوراً امن ہوتے ہی مشنری صاحبان اپنے سٹیشنوں کو واپس آئے اور گرجا گھروں اسکولوں اور مکانات کو گرد نواح میں تعمیر کرا دیا۔ یہہ حال ہندوستان کے صوبجات شمال مغربی میں تھا اُس کے بعد مینے مشنری صاحبان کو مدراس کے قحط زدہ اضلاع میں بڑے سرگرمی اور دردمندی سے قحط زدہ لوگوں کی جانیں بچانے کے لئے اپنی خدمات کو اس کام میں صرف کرتے دیکھا اور اپنی قابل تعریف کوششوں سے ہزارہا بچّوں کی جانوں کو بچایا۔ بعد ازاں مجھکو پنجاب کے بڑے بڑے سٹیشنوں اور دہلی کے کیمرج مشن سے جہاں کچھ عرصہ ہوا کہ اُس کے کالج کی بنیاد دینے ڈالی واقفیت کا اتفاق پڑا۔ اور اسام میں میری اُن مشنری صاحبان سے جو وحشی لوگوں کو انجیل سناتے ہیں ملاقات ہوئی اور یہاں مجھکو بحیثیت عہدہ لفٹنٹ گورنری اُس صوبہ کے مشن کے کام سے جو ہمالیہ پہاڑیوں سے لے کر دلدلدار میدانوں اور جنوبی بنگال تک پھیلا ہوا تھا اور اکسفورڈ و ڈبلن اور سٹر جیمس ہیزو کے میڈیکل مشن سے واقفیت حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔ اور کلکتہ میں مجھکو بہت سے مشن سکولوں اور کالجوں سے جہاں مجھکو سالیانہ سرکاری روپیہ کو بطور گرانٹ کے منظوری دینا پڑتا تھا واقفیت حاصل ہوئی۔ اس طرح مجھکو ہندوستان میں مشنریوں کے کام سے ایک بھاری تجربہ حاصل ہوگیا ہو اور میری رائے اُن کی نسبت بڑی واقفیت پر مبنی ہو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ اُن کا مفید ہونا بلحاظ اُن عمدہ تاثیرات کے جو اُن کے کام سے ہوئی ہیں کسی سے کم نہیں اور جس نے تاریکی اور بطالت کو جو ملک میں پھیلی ہوئی ہو دور کر دیا ہو۔ کوئی بے تعصب شخص جو ہندوستانی لوگوں کو خوب پرکھ سکتا ہو اُس عمدہ دلی اور زندگی کے سادہ پن اور ہمہ تن اپنے تئیں اُس کام میں نذر کر دینے پر جو پادری صاحبان کی زندگی سے آشکارا ہو تعریف کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ مینے اکثر اُن کی حالت کو اور یورپین کی حالت سے مقابلہ کیا ہو اور مینے اُس میں ایک عجیب فرق پایا ہو۔ سول سروس کے ممبر باُمید ترقی کام کرتے ہیں اور افوجی افسر باُمید عزت اور تمغہ پانیکے سوداگر لوگ بایں خیال کہ روپیہ پیدا کر کے اپنے ملک میں آرام سے زندگی بسر کریں مگر پادری صاحبان کو تنہا زندگی اکثر اوقات آب و ہوا کی مخالفت میں بدون کسی ترقی کی اُمید کے بسر کرنی پڑتی ہو۔ ان کو رخصت پر یا گرم جگہہ سے پہاڑ پر جانے کا بہت سو تعہ ملتا ہو تو بھی وہ وفاداری سے بلا اُمید دولت اور عزت کے کام کرتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ وہ اُس کو اپنا فرض سمجھتے ہیں اور روحوں کی نجات کی محبت اُن کے دلوں میں اثر کئے ہوئی ہو۔ ایک اور امر جسکو میں پیش کیا چاہتا ہوں وہ یہہ ہو کہ پادری صاحبان اُس کمی کو جس کو سرکار نہیں کر سکتی پورا کرتے ہیں۔ سرکار عیسائی نہیں بنا سکتی کیونکہ اُس پر فرض ہو کہ سب مذاہب کو ایک نظر سے دیکھے اور کسی کی طرفداری نکرے تو بھی وہ یہہ مان لیتی ہو کہ اخلاقی تعلیم کا پھیلانا اُس کا ضروری فرض ہو اور کہ یہہ مسیحی مذہب سے علیحدہ نہیں ہو سکتا تب مذہبی تعلیم کا مسئلہ ہندوستان میں کیونکر حل ہو سکتا ہو۔ یہاں ہمارے ملک میں بھی اسی قسم کا مسئلہ موجود ہو یعنے ایجوکیشن بل جس پر بہت اعتراض ہو رہے ہیں مگر ہندوستان میں پادری صاحبان نے اس مسئلہ کو حل کر دیا ہو ہزارہا لڑکے اور لڑکیاں مسیحی تعلیم پا رہی ہیں۔ اگر میرا مطلب صرف سوداگری کی ترقی کا ہوتا تو میں بیٹھ جاتا کیونکہ میں اپنے مدعا کو ثابت کر چکا تھا۔ لیکن اب میں اپنے مدعا کے دوسرے حصہ پر جس پر لوگوں کی رائے مختلف نہیں آتا ہوں۔ میں بدقسمتی سے مجلبر صاحب سے اس رائے میں مختلف ہوں کہ ہندوستان میں تعلیم نے یہانتک ترقی کی ہو کہ لوگ عیسائی ہو نے پر تیار ہیں میں اس امر میں متفق الرائے نہیں ہوں اور نہ اُن لوگوں کی طرح ناامید ہوں جو مشن کے کام کو کم سمجھتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ پادری لوگ یا تو اس کام کو بے فائدہ کرتے ہیں یا خلاف طریق سے اُس کی پیروی کرتے ہیں۔ اور میں ان دونو باتوں کے خلاف ہوں کیونکہ نہ تو غیر مذاہب سے ایسے کم عیسائی ہوئے ہیں جس کے سبب سے ہم اس کام کو چھوڑ دیں اور نہ یہہ کہ ہم بے ہمت ہو جاویں۔ پس میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ عیسائی کرنیکا کام کیسا مشکل ہو جس کو ہم سب کے سب اپنے تجربہ سے اور اُن کوششوں سے جو ہم نے آس پاس کے لوگوں پر کی ہیں بخوبی جانتے ہیں۔ مینے اگلے روز ایک عجیب وعظ ویسٹ منسٹر ابی میں سُنا جس میں واعظ نے رابرٹ برونگ کا حوالہ دیکر اپنے مدعا کو ثابت کیا سو آپ مجھکو اُس شاعر کے ایک مصرعہ کا اقتباس کرنے میں معاف فرمائیں گے) ”میرے اور آپ کے لئے عیسائی ہونا کیسا مشکل ہو“ اگر ہمارے لئے جن کو پشت در پشت یہہ تعلیم ملی۔ اور جنہوں نے اپنی ماں کی گود میں بائبل کی تعلیم پائی تو کتنا زیادہ ہندوں کے لئے جن کو اپنی زندگی کی تمام عادات کو بدلنا لازمی ہو اور اپنے آپ کو اپنے دوستوں رشتہ داروں اور جان پہچانوں سے الگ کرنا مشکل ہوگا +

ازکرسچن پٹریٹ

نوٹ ازمترجم

یہہ رائے مشنری صاحبان کی بہبودی خلایق کے لئے جانثار خدمات کی نسبت ایک جلیل القدر حاکم یعنے سر چارلس الیٹ سابق لفٹنٹ گورنر بنگال کی ہو مگر ہم افسوس کرتے ہیں کہ بعض دیسی اخبارات ناحق ان خداوند کے قاصدوں کی تخریب کے درپے ہیں اور اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ مشنریوں کا خلل دیسی ریاستوں مثل حیدرآباد دکن و ٹراونکور وغیرہ میں نہیں



ہونا چاہئے اور کہ ان بیچاروں کا کسی ریاست سے بیدخل ہو یا اُٹھانا اُس کی خوش قسمتی تصور کیا جاتا ہی۔ مگر ہم ان صاحبان کو ایک بزرگ یہودی فاضل گملیل نامی کے ہم آواز ہو کر کہتے ہیں جس نے یہودیوں کی ایک کثیر جماعت کو جو رسولوں کے زمانہ میں مخالفت پر آمادہ تھی یہہ فرمایا "اے اسرائیلی مردو آپسے خبردار رہو کہ تم ان آدمیوں کے ساتھہ کیا کیا چاہتے ہو اگر یہہ تدبیر یا کام انسان سے ہی تو ضایع ہوگی پر اگر خدا سے ہی تو تم اُسے ضایع نہیں کر سکتے ایسا نہو کہ تم خدا سے بھی لڑنے والے ٹھہرو"۔

خاکسار مسیح الدولہ انگریجن پیٹریاٹ

واقعات و ارائیں

دریائی چور

بالعموم ہر دریا کے کنارے اِس قسم کی وارداتیں دیکھی اور سُنی گئی ہیں کہ کوئی شخص دریا میں نہا رہا ہو اور غائب ہو گیا تلاش سے نعش تک نہیں ملی۔ اور ان میں اکثر عورتیں اور بچے ہوتے ہیں کہ جن کے جسم پر زیور تھا اور بالخصوص میلہ اور مجمعوں کے مواقع پر ایسے حادثے زیادہ تر وقوع پذیر ہوتے ہیں اور باوجود کافی تفتیش کے کچھ پتہ نہیں چلا کہ یہہ کیا اسرار ہی۔ ہمارے ایک معزز نامہ نگار لکھتے ہیں کہ سترہ سالہ ملازمت پولیس میں مدت دراز تک میں بھی ایسے مقدمات کی تفتیش میں حیران و سرگردان رہا اور مطلق نہ کھلا کہ یہہ کیا راز ہی۔ بالآخر ایک گروہ دیکھا گیا جو ننگیوں کے نام سے مشہور ہی اور شل خانہ بدوشوں کے دریا کے کنارے پھرتا رہتا ہی۔ یہہ لوگ فن غوطہ بازی میں اعلیٰ درجہ کے مشاق ہیں بحالت غوطہ پانچ پانچ چھہ چھہ میل تک پانی کے اندر تیرتے چلے جاتے ہیں زبان گفتگو لباس طرز معاشرت انگانشوں اور کنجروں سے مشابہہ ہی۔ طریقہ ارتکاب جرم یہہ دیکھا جاتا ہی کہ جہاں کہیں کنارہ دریا کوئی میلہ یا مجمع ہوا وہاں یہہ لوگ غوطہ مار کر پانی میں چھپ رہے اور موقع پا کر کسی زیور والی عورت یا بچہ کی پانی میں ٹانگ پکڑی اور اندر ہی اندر دور دراز فاصلہ پر جا کر زیور اُتارا اور نعش کو بہا دیا اور خود اپنے ڈیرہ میں آگئے۔ وارثان مقتول اور پولیس متعجب ہی کبھی ڈوب جانے کے شبہہ سے نعش ڈھونڈھی جاتی ہی کبھی کسی دریائی جانور کے حملہ کا شبہہ ہوتا ہی۔ انجام کار اسبات پر فیصلہ ہو جاتا ہی کہ مگر مچھہ کھا گیا۔ علاوہ میلہ اور مجمع کے یہہ لوگ بہ اوقات مختلف گھاٹوں پر پھرا کرتے ہیں اور پانی میں غوطہ لگا کر ڈوبے ہوئے ظروف اور اسباب نکالتے ہیں اور یہہ ہی ذریعہ معاش ظاہر کرتے ہیں۔ فی الواقع یہہ ایک بہت ہی خطرناک گروہ ہی کہ جس سے بالعموم پولیس ناواقف ہی اور ضرورت ہی کہ آیندہ اس گروہ کی کافی نگرانی کے لئے مناسب انتظام کیا جائے ۔ عام

بٹالہ

گرمی ہائے گرمی۔ نہ دن کو آرام ہی نہ رات کو چین ہی۔ ایک بوڑھے سفید ریش بنئے نے ایک ہندو جوان بیوہ عورت کو جس کے ساتھہ اُس کی آشنائی تھی۔ گنڈ اسے سے قتل کر دیا۔ اور زمین میں دبا دیا۔ اٹھارہ دن کے بعد مخبر کے ذریعہ خون کا پتہ لگا۔ خونی گرفتار ہوا۔ اُس کے گھر سے لاش نکالی گئی۔ اپنے کئے کی پاوے گا۔ بیوہ عورات کی شادی کے مخالفوں کو عبرت پکڑنی چاہئے۔

ہمارے شہر کے مسیحی ڈاکٹر ایم۔ بی۔ عطارد اسسٹنٹ سرجن بڑی خوشی کی بات ہی کہ فسٹ گریڈ امتحان میں کامیاب ہوئے۔ نور افشاں کی طرف سے اُن کو مبارکباد پہنچے۔ اُمید ہی کہ کسی وقت وہ سول سرجن ہوں گے۔ اپنی لیاقت اور خوبیوں کے باعث اُن سے مسیحی خوش چلن کے دوست دشمن مداح ہیں۔

سنا ہی کہ شہر میں اچلی دروازہ گرنتھہ پڑھتے ہیں۔ اُس کے قریب کوئی مسلمان بانگ دیتا ہی۔ ہندو اسبات سے ناراض ہیں۔ اس پر ہمیں سکھوں کی جہالت شاہی کا وہ قصہ یاد آتا ہی۔ کہ کسی وقت سکھوں کی فوج کسی گاؤں میں جا کر اُتری۔ وہاں کسی دیہاتی مُلاں نے بانگ دی۔ تو خالصہ صاحبان بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ پکڑو لوسّے کو اُس نے ہمارے گھوڑے بانگ دئے۔ شاید یہاں گرنتھہ بانگا جاتا ہو۔

(نامہ نگار)

نارووال

سنا ہی کہ نارووال کے پادری احسان اللہ صاحب (خدا اُن کے کام پر برکت دے) نے مشن کی ملازمت چھوڑ دی ہی۔ اور مشنوں میں جہاں کہیں لوگ اُن کو بلائیگے کام کرینگے۔ اب پنجاب کے مسیحیوں کی ہمت دیکھنی ہی۔ کہ وہ کس قدر اُن کی اور اُن کے بچوں کی پرورش کرتے ہیں۔ انہوں نے ۵۰ روپیہ ماہواری مشن کے چھوڑے ہیں۔ اور یہہ صرف آزادی سے خداوند کی خدمت کرنیکے واسطے۔ یہہ برکت خدا کی طرف سے اُن کو سلوٹن آرمی کے ذریعہ حاصل ہوئی۔

(منہ)

عجیب جانور

موضع سیدن شاہ ضلع منٹگمری میں چند یوم سے ایک عجیب جانور هزبر رو خونخوار۔ لحم خشن کا اسبار۔ الطرز جدید۔ دیدہ شنیدہ۔ اتصال جنگل چراگاہ گنجان درختاں میں کہیں سے آکر مقیم ہو گیا تھا شب کو جا بجا مکانات کے اندر جست کر کے دفعتاً ایک بھیڑ بکری یا گدھا منہ میں لیکر برق دم کوٹھہ دیواریں کود کر بھاگ جاتا۔ تمام شب گروہ آدمیوں کے جوق جوق مسلح تلوار و بندوق اُس کا تعاقب کرتے اسی خوف وخطر میں مرتے رات دن گذرتے الا کوئی تجویز کارگر نہو تی اس قلیل عرصہ دس یوم میں ۲۶۔ بھیڑ بکری۔ ۴ گدھا خورد لقمہ اجل کر ڈالے۔ عوام الناس میں۔ دیو۔ جن۔ بھوت۔ پریت کی روایت و حکایت کا شہرہ زبان زد ہو گیا۔ تمام دیہات اتصال خوردہ خواب میں بھی امان تھال۔ قیامت برپا ہو گئی ۱۲ جون کی شب کو حسب معمول مکان کے اندر سے بکری لیکر جاتا تھا ایک اچھی نے ٹوٹے کے اندر سے گولی ماری قضا کار گولی گردن میں لگی جس

سے بے اختیار ہو گر گیا۔ اور کچہری میں لایا گیا۔ انبوہ کثیر وجم غفیر اس کے دیکھنے کو آئے حکام بھی بچشم حیرت وعبرت دیکھتے رہے۔ قریباً ۔۳ من وزن میں تھا اور حلیہ یہہ کہ رنگ سیاہ خاکی چہرہ مثل شیر گردن ودست پاے بہت بھاری وسخت۔ ران و ہاتھ پر سیاہ لکیریں مثل چیتہ پشت پر گردن سے تا دم بقدر ڈیڑہ فٹ بال برنگ سرخ۔ باقی تمام بدن پر باریک رواں یعنی بال خورد اسکا معلوم ہونے کے باعث صرف ۵ روپیہ انعام دیا گیا۔ صیدہ بود دبلاے وے بخیر گذشت۔ (نامہ نگار)

بینا ضلع ساگر

ہمارا ایک نامہ نگار بینا ضلع ساگر سے رقمطراز ہے کہ اس جگہ سخت قحط ہے۔ بندگان خدا نے درختوں کی چھالوں کو کھانا شروع کر دیا ہے حتی کہ لوگ اس قدر تنگ آگئے ہیں کہ اپنے بچوں کو سیر بھر اناج کے لئے بیچ ڈالنے کو آمادہ ہیں۔ چوروں اور ڈاکوؤں کا زور ہو گیا ہے۔ تھوڑے روز گذرے ہیں کہ یہاں سے قریب دو کوس کے ایک گانوں بارودہا نامی میں ایک عورت کنوئے میں گر پڑی تھی۔ سب انسپکٹر پولس وچند کانسٹبل وہاں تحقیقات کو گئے۔ رات کو وہاں اُن کو رہنے کا اتفاق ہوا ابھی ۱۱ نہ بجے تھے کہ یکایک نزدیک سے ایک بندوق کی آواز دی۔ لوگوں نے کہا کہ ڈاکوؤں کا گروہ لوٹنے کو آگیا ہے۔ یہہ سب انسپکٹر ایک چوبارے پر چڑھ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ گانوں کے نزدیک ۲۰ یا ۳۰ ڈاکو متھیار بند گانوں کی طرف آرہے ہیں تب اہل پولیس نے اُن کو آواز دی مگر وہ کب ہٹنے تھے پھر تو اُنہوں نے بندوقیں فیر کیں ایک گولی کھا کر وہیں چت ہوا اور کتنوں کو زخمی کیا۔ یہہ حال دیکھکر بھاگ نکلے اور مردہ لاش کو بھی اُٹھا لیگئے جاتے جاتے ایک کنوئے میں اُس لاش کو ڈال گئے اور آپ چلتے بنے پاس کے ایک گانوں میں بنیوں کو خوب ہی لوٹا۔ اب سرکار اُن ڈاکوؤں کی تلاش میں ہے ابھی تک پتہ ندارد +

نامہ نگار

مشن کی ملازمت پر

مکالمہ

زید (بکر سے مخاطب ہو کر) کہو آجکل کیا کام ہوتا ہے +

بکر۔ وہی معمولی مشن کا کام۔

زید۔ ایسے ہلکے پن سے کیوں مشن کے کام کا ذکر کرتے ہو +

بکر۔ گذارہ نہیں ہوتا۔

زید۔ کیوں آپ کو کیا ملتا ہے +

بکر۔ کیا ملتا ہے۔ صرف چالیس روپیہ۔

زید۔ اور کام ؟

بکر۔ وہی منادی کا۔

زید۔ تو کیا اس زمانہ میں چالیس روپیہ تھوڑے ہیں۔ آج بی اے کو بمشکل یہہ گذارہ ملتا ہے۔ اور کام دن رات لگا رہتا ہے +

بکر۔ ہاں مگر اُن کو اور آمدنی بہت ہوتی ہے۔

زید۔ جائز یا ناجائز۔

بکر۔ اسکا کوئی ذکر نہیں۔ مگر میرا مطلب ہے کہ مشنری آپ بہت لیتے ہیں۔ اور ہمیں کچھ نہیں دیتے +

زید۔ یہہ تو شرم کی بات ہے مشنری کیا لیتے ہیں خیال کرو کہ ایم اے سے تو کوئی مشنری کم ہوگا۔ اور کام اُن کا دیکھے دن رات لگے ہی رہتے ہیں +

بکر۔ ہاں مگر ہم بھی تو بازاریں جاکر منادی کرتے ہیں۔ پادری تو کبھی جاتے ہیں۔ اُن کو نہ ہماری نہ ہمارے بال بچوں کی فکر ہے۔ خشک چالیس روپئے دیدیتے ہیں +

زید۔ بال بچوں کی فکر آپ کو چاہئے کہ اُن کو چاہئے +

بکر۔ بیشک ہمیں چاہئے۔ مگر ہم چالیس روپیہ میں کیا کر سکتے ہیں آپ کھاویں بیوی کو کھلاویں۔ بچوں کو پالیں یا اُن کی تعلیم کا بندوبست کریں۔

زید۔ آپ کو اور آپکی بیوی کو کس قدر چاہئے +

بکر۔ ۲۰ روپیہ ہوویں تو گذارہ ہوتا ہے +

زید۔ تو گویا آپ ہر ماہ ۲۰ روپیہ کے قرضدار ہوتے ہیں۔ یا سخت تنگی سے گذارا کرتے ہیں +

بکر۔ کچھ ایسا ہی حال ہے۔

زید۔ تو میں آپ کو ایک آسان ترکیب بتلاتا ہوں۔ آپ ایک پانچ روپیہ مہینہ کا نوکر رکھلیں۔ وہ دونوں وقت ٹکڑے مانگ لایا کرے گا۔ اچھے اچھے آپ کھالیا کریں۔ برے برے اُس کو دیدیا کریں۔ اور تنخواہ کھانے میں کاٹ لیا کریں۔

بکر۔ آپ تو ماخول کرتے ہیں۔

زید۔ آپ ماخول کی بات ہی کرتے ہیں۔ آپ کو گڑگڑانے کی مرض ہے شکر گذاری کی روح ہی آپ میں نہیں۔ بھلا سچ کہو۔ پرایمری سے زیادہ لیاقت آپکو ہے۔ اور مشن کی طفیل آپ اعلیٰ لیاقت والے کی تنخواہ پاتے ہیں۔ اگر آج آپ کو مشن چھوڑ دے۔ تو فرمائے آپ کیا کر سکتے ہیں +

بکر۔ تو مشن نے ہمیں پالا کیوں۔ ہمارے بچوں کو بھی پالیں۔

زید۔ اس قدر روپیہ ماہواری جو تمکو دیا جاتا ہے۔ وہ صرف تمہارے ہی واسطے تو نہیں۔ بچوں کا حق ہے۔

بکر۔ میں تو سولہواں حصہ اپنی تنخواہ کا بچوں کے واسطے دینے کو تیار ہوں۔ کوئی سنتا ہی نہیں پھر نگ ٹائی سکول شملہ میں کوئی میرے لڑکے لیتا ہی نہیں۔

زید۔ آپ کیونکر اس قدر بچوں کے واسطے خرچ کر سکتے ہیں آپ کا گذارہ مشکل ہے۔ میرے خیال میں بہتر ہے کہ آپ یا تو آگرہ میں یا کلارک آباد آرفن سکول میں بچوں کو بھیجدیں۔

بکر۔ یہہ تو شرم کی بات ہوگی۔

زید۔ جب سولہواں حصہ دیتے آپ کو شرم نہیں معلوم ہوتی۔ اور مشنریوں سے بھیک مانگتے ہوئے آپکو عار نہیں آتی۔ تو آرفن سکول میں بھیجنے میں کیا شرم ہے +

بکر۔ آپ تو زبردستی کرتے ہیں۔ اگر آپ کو ہمارے اخراجات اور مشکلات معلوم ہوں۔ تو آپ ایسا ہرگز نہ کہیں۔ خیال فرمائے اب میری بیوی بیمار ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو بلایا اُس کی فیس کہاں سے دیں۔ کیا مشن کا فرض نہیں کہ اُس کی فیس دے۔ ڈاکٹر



کہتا ہو کہ ہوا تبدیلی کرو۔ اب پہاڑ جانے کا خرچ کیا فرض نہیں ہو کہ مشن دے۔ اگر مشن نہ دے تو فرمائیے ہم کیا کریں +

زین۔ اگر یہہ اخراجات آپ کو دئے جاویں۔ تو ہماری حالت پر نہایت افسوس ہو کہ اس قدر محنتیں کرکے ڈگریاں حاصل کیں۔ اور فائدہ کیا پایا۔ کہ سرکاری ملازمت۔ اپنا کھائیں اپنا پئیں مریں یا جئیں +

بکر۔ وہ اور بات ہو۔ یہاں تو مشن پر فرض ہو کہ اگرچہ ہم لایق اور نکمے ہی ہوں۔ مگر بچوں کا پالنا والدین پر فرض ہو۔

زین۔ ہاں جیسا آپ اپنی اولاد کے واسطے فکرمند ہیں +

بکر۔ وہ اولاد بھی تو مشن ہی کی ہو +

زین۔ بڑا تو نہ مانوگے۔ پنجابی مثل کہوں۔

نانی خصم کرے دوہترے نوں چٹی۔

بکر۔ صاحب ہم تو لڑکر بھی مشن سے اپنے اخراجات لینگے۔

زین۔ کچھ کام بھی کروگے؟

بکر۔ روز صبح جاکر بازار میں منادی کرآتے ہیں۔

زین۔ باقی دن بھر۔

بکر۔ آپ کو معلوم ہی ہو۔ گھر کی فکر بھی تو کرتی ہو۔

زین۔ اچھا۔ آپ کریں گھر کی فکر۔ مگر خدا کی جوابدہی کا بھی خیال رکھنا۔

بکر۔ ہم تو ہیں ہی خدا کے۔

زین۔ مگر کام چور۔ سلام راقمہ خالدہ

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

شاہ جرمن نے بھی ملکہ معظمہ کی سالگرہ پر مبارکباد بھیجی دی تھی +

رسم تاجپوشی کے بعد ڈیوک آف کناٹ نے ملکہ معظمہ کی طرف سے اعلیٰ تمغہ نذر کیا +

یہہ صلیب کی شکل میں تھا۔ اور ایک قیمتی منقش گلدان بطور تحفہ دیا +

۱۷۔ جون کی رات کو سخت حادثہ ہوا ایک بھاری جہاز سس اشانٹ کے پاس ٹکراکر پاش پاش ہوا +

یہہ کیپ (جنوب افریقہ) سے لندن جارہا تھا۔ آدھی رات کو چٹان سے ٹکرایا ۲۴۲ مسافر ڈوب گئے +

کل سوار ۲۴۷ سے صرف ۳ بچائے گئے۔ جہاز ۳ منٹ میں ڈوب گیا +

شمالی جاپان میں سخت زلزلے سے شہر کماشی بالکل برباد ہوگیا۔ ایکہزار آدمی ضایع ہوئے +

زمین کے بھاری زلزلے سے کنارہ کا سمندر بھی امڈ آیا۔ قہر الٰہی تھا +

۱۷۔ جون کے جلسہ میں امریکن جمہور نے اصول منرو کی تائید کی۔ آرمینیا میں امریکن مشنری کی تائید کرینگے +

امریکن کمیٹی تحقیقات کرنسی نے حد سے زیادہ چاندی سکہ کرنا نامنظور کیا +

کمیٹی جمہور امریکہ نے جو سنیٹ لوئیس میں جمع ہوئی مسٹر سکلی کو آیندہ پریسیڈنٹ منتخب کیا +

ایک اور فرنچ جماعت تحقیقات مصری سوڈان میں قتل کی گئی ہو۔ سب کے سب +

ٹمکور (بنگلور) میں ایک زنانہ ہسپتال کے لئے سرکار میسور نے چھہ ہزار روپیہ دیا +

۱۶۔ جون کو مدراس میں بھاری بارش ہوئی بجلی گرنے سے سخت حادثہ ہوا +

توپخانہ کی کافی شاپ پر گری۔ کئی شخص بیہوش ہو گر پڑے۔ بارگوں میں بھی یہی حال ہوا +

گوا۔ (پرتگالی ہند) میں ڈاکہ زنی کی ترقی ہو۔ گورنمنٹ بےبس ہو +

راولپنڈی میں ایک پٹھان نے اپنے بیٹے کو قتل کیا۔ قربانی دی تھی +

۸۔ جون رنگون کی خبر ہو گمگ کا شہر آگ سے تباہ ہوگیا سرکاری مکانات و یورپین بستی بچ گئی +

شملہ میں افغانستان کے سفیر نے مسجد میں ایک مسلمان سے زبردستی کی تھی۔ مقدمہ ہونا تھا۔ صلح ہوگئی +

ڈاکخانہ راولپنڈی کے مقدمہ غبن میں بابو لال خزانچی کو ۴ سال قید سخت دوہزار جرمانہ ہوا +

صاحب وزیر ہند نے صاف کہدیا ہو کہ ہندی فوج کا خرچ جو ہند میں ہوتا تھا وہ ہند کو دینا پڑیگا +

یہہ خرچ قریب ۲۵۰۰۰ روپیہ ماہوار ہو۔ اس سے زاید جو خرچ ہوگا وہ انگلینڈ اپنے ذمہ لیگا +

ہگلی سے ۵۰۰۰ ریلوے ٹکٹ چوری گئے۔ ایک مسلمان پکڑا گیا ایکسال قید سخت ہوا +

کلکتہ میں ایک دھوکہ باز انگریز پکڑا گیا ۱۵ دن سخت قید ہوا ۱۰۰ روپیہ جرمانہ +

وہ اپنے آپکو خفیہ پولیس کا افسر مشہور کرتا تھا۔ مفت ٹکس وصول کرتا تھا مفت شراب اڑاتا تھا +

راجہ سر سریندر موہن ٹیگور کا بیٹا کلکتہ میں ولیر کانسل ایران مقرر ہوئے +

ڈاک ولایت سے معلوم ہوا فوجی گورنر کریٹ فساد کی جڑ ہو وہی ترکی فوج کو بھڑکاتا ہو +

وینیزیولا والے مسٹر ہریسن ایک سرکاری افسر کو جبکہ وہ سڑک کی تعمیر کی نسبت ہدایت دے رہے تھے گرفتار کرکے اپنے علاقہ میں لے گئے +

سوریا کے ضلع ہوران میں بڑی خطرناک حالت ہورہی ہو۔ کئی ترکی بٹالین کو مفسدوں نے گھیر رکھا ہو +

یورپ کی طاقتوں نے سلطان روم کو یہہ تجویز بتلائی ہو کہ کریٹ میں ایک مسیحی گورنر مقرر کیا جاوے +

شعر و سخن

غزل

خدا رکھے ہمیشہ شاد تم کو
گناہوں سے کرے آزاد تم کو

تمہارے حق میں ہوں یہ دعا ہو
رہے دل میں مسیح کی یاد تم کو

جو شیطاں سے لڑوگے وو بدم تم
کہیں گے پھر مبارکباد تم کو

گنہگارو بچو دوزخ سے ورنہ
نہ دیگا واں کوئی امداد تم کو

لگاؤ دل نہ اپنا اس جہاں پر
مبادا وہ کرے برباد تم کو

بھروسہ گر رکھو دل سے مسیح پر
کرے جنت میں وہ آباد تم کو

نہ گھبرا دام سے شیطاں کے طایر
بناوے گا مسیح آزاد تم کو

الراقم

منجن اسماعیل طایر از سیالکوٹ

غزل از تصنیف جناب منشی وحید الدین صاحب تسکین بٹالوی

نورِ ایماں جس کو ہو عیسیٰ کے بانِ انجیل کا
اُس کو دوزخ کا نہ ڈر ہو اور نہ عزرائیل کا

جن و انسان و ملک قرباں رخِ روشن پہ ہیں
نقش کھینچا ہے مصور نے عجب انجیل کا

نسخ ہو سکتا ہے کس سے جو کہ ہو نقشِ ازل
حکم لکھا نسخۂ رحمان ہے کب تبدیل کا

بعد مدت یک نبی تجھ سا کروں گا با لفرور
حکم موسیٰ کو ہوا یوں رب اسرائیل کا

پیدا ہوگا ایک منجی دہر میں علمہ سے ہاں
نام لکھا ہے یسعیاہ نے عمانوایل کا

زیں مقامِ غور بر تورات ہم فکرش کنید
دعویٰ فخر عرب اولاد اسماعیل کا

من الرحیم اتا فی التورات اثبات المسیح
عن اقانیم الثلاثہ کام کیا تاویل کا

خط در خسار مسیح نور علی نور ہو گیا
متن پر تورات کے ہے حاشیہ انجیل کا

وعدے کے فرزند و ذریت سے نام ابراہام
مورد وعدہ ہے ملک و مال و بیت ایل کا

مدح عیسیٰ کو اگر لکھتا رہے یہہ بادب
بازوی ادنیٰ کو ہو رتبہ پر جبرائیل کا

ابر رحمت کے سوا کب بارور ہو نخل و یاس
سینچیں گرچہ آب ابر چشم میکائیل کا

گر مصائب ہوویں یاں مصلوب عیسیٰ کی قسم
ہو صریر کلک نفخ صور اسرافیل کا

خاکساری یسوع کو نسبت اکبر کیا
جو ہر ذرہ بقا ہو وہم کیا تمثیل کا

ہو یہی اُمید تسکیں اس شہ افلاک سے
بھر دے نانِ زندگی سے کاسہ تسویل کا

نوٹس

چرچ مشن ڈیرہ غازیخاں کے لئے ایک مسیحی کتب فروش کی ضرورت ہے جو ہندوؤں اور محمدیوں کے ساتھ گفتگو کرنے اور وعظ کرنے کی لیاقت رکھتا ہو۔ چاہئے کہ یہہ بھائی سرگرم اور محبت سے کام کرنے والا ہو۔ تنخواہ ۱۵ روپیہ ماہوار اور کتب کی بکری کا چوتھا حصہ نیز +

اور نیز ایک اور بھائی کی ضرورت ہے جو ستار یا درباکے ساتھ گانا بجانا اچھی طرح سے جانتا ہو۔ جس کی دلی خواہش یہہ ہو کہ غیر اقوام کو اپنے خداوند کی طرف مائل کرے۔

تنخواہ ۱۲ ماہوار ملے گی۔ درخواستیں معہ اسناد چال چلن بخدمت پادری ڈے صاحب مشنری ڈیرہ غازیخاں آنی چاہئیں +

اشتہار

اس ملک میں خدا کے جلال ظاہر کرنے اور تاریکی میں نور چمکانے کے واسطے ایک دیندار سرگرم مسیحی آنریری مددگار کی مجھکو نہایت ضرورت ہے جو بلا تنخواہ خدا کے کام کے واسطے میرا مددگار ہو اور جو کچھ گذارے کے واسطے ملے اُسی پر خوش ہے:

ڈاکٹر پنل صاحب

منیجر میڈیکل مشن بنوں

---

۳ ۵۴

ضرورت

اجمیر ایس۔ پی۔ جی مشن کے واسطے ایک کیٹی کسٹ کی ضرورت ہے۔ اور نیز ایک اُستاد کی جس نے کم سے کم انگریزی مڈل تک تعلیم پائی ہو۔ درخواستیں معہ نقول اسناد کے ذیل کے پتہ پر بھیجنی چاہئیں +

پادری تاراچند۔ اجمیر

ضرورت

داگہہ کے لئے ایک کیٹی کسٹ کی ضرورت ہے جو سچا مسیحی عمدہ مشاق اور مسیحی محبت سے بھرا ہو۔ اردو اور گرمکھی سے اچھی واقفیت رکھتا ہو۔ تنخواہ ۲۰ روپیہ ماہوار ملیگی۔ درخواستیں معہ اسناد یا تو مس تھیڈی صاحبہ مقیمہ داگہہ یا پادری ایچ۔ سی۔ ڈیٹی صاحب۔ لاہور کے پاس پہنچنی چاہئیں + المشتہر مس سی۔ تھیڈی

مظلوم آرمینوں کے لئے چندہ

جالندھر چھاؤنی معرفت مسٹر جان کیوڈ ۔۔ ۔۔ ۲

پادری۔ اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب۔ ایڈیٹر ان چیف منیجر اخبار نور افشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ایم وائلی کے اہتمام سے چھپا